SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, May 25, 1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بسم الله الرحمن الرحيم

قد افلح المؤمنون ○ الذين هم في صلاتهم

خشعون ○ والذين هم عن اللغو معرضون ○

والذين هم للزكوة فعلون ○ والذين

هم لفروجهم حفظون ○ الا على ازواجهم

او ما ملكت ايمانهم فانهم غير ملو

مين ○ فمن ابتغى وراء ذلك فاولئك

هم العدون ○ والذين هم لامنتهم و

عهدهم رعون ○ والذين هم على صلوتهم يحافظون ○

اولئك هم الورثون ○ الذين يرثون الفردوس

هم فيها خلدون ○

(سوره المؤمنون ٢٣)

SENATE OF PAKISTAN

SENATE DEBATES

Thursday, May 25, 1989

The Senate of Pakistan met in the Senate Hall, (Parliament House), Islamabad, at ten of the clock in the morning, with Mr. Chairman (Mr. Wasim Sajjad) in the Chair.

Recitation from the Holy Quran

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ
قَدْ اَفْلَحَ الْمُؤْمِنُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ هُمْ فِيْ صَلَاتِهِمْ
خٰشِعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَنِ اللَّغْوِ مُعْرِضُوْنَ ۝
وَالَّذِيْنَ هُمْ لِلزَّكٰوةِ فٰعِلُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ
هُمْ لِفُرُوْجِهِمْ حٰفِظُوْنَ ۝ اِلَّا عَلٰٓى اَزْوَاجِهِمْ
اَوْ مَا مَلَكَتْ اَيْمَانُهُمْ فَاِنَّهُمْ غَيْرُ مَلُوْ
مِيْنَ ۝ فَمَنِ ابْتَغٰى وَرَآءَ ذٰلِكَ فَاُولٰٓئِكَ
هُمُ الْعٰدُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ لِاَمٰنٰتِهِمْ وَ
عَهْدِهِمْ رٰعُوْنَ ۝ وَالَّذِيْنَ هُمْ عَلٰى صَلَوٰتِهِمْ يُحَافِظُوْنَ ۝
اُولٰٓئِكَ هُمُ الْوٰرِثُوْنَ ۝ اَلَّذِيْنَ يَرِثُوْنَ الْفِرْدَوْسَ
هُمْ فِيْهَا خٰلِدُوْنَ ۝

(سوره المؤمنون ٢٣)

ترجمہ: شروع کرتا ہوں ساتھ نام اللہ کے جو بے حد مہربان اور رحم کرنیوالا ہے
بے شک ایمان والے رستگار ہو گئے جو نماز میں عجز و نیاز کرتے ہیں اور جو بیہودہ باتوں سے منہ موڑتے رہتے ہیں اور جو زکوٰۃ ادا کرتے ہیں اور جو اپنی شرمگاہوں کی حفاظت کرتے ہیں مگر اپنی بیویوں سے یا کنیزوں سے جو ان کی ملک ہوتی ہیں کہ ان سے مباشرت کرنے سے انہیں ملامت نہیں اور جو ان کے سوا اوروں کے طالب ہوں وہ خدا کی مقرر کی ہوئی حد سے نکل جانے والے ہیں اور جو امانتوں اور اقراروں کو ملحوظ رکھتے ہیں اور جو نمازوں کی پابندی کرتے ہیں یہی لوگ میراث حاصل کرنے والے ہیں یعنی جو بہشت کی میراث حاصل کریں گے اور اس میں ہمیشہ رہیں گے۔

Questions And Answers

جناب چیئرمین: سوالات، سوال نمبر ۸۴، پروفیسر خورشید احمد۔

ESTABLISHMENT OF BANKS IN PRIVATE SECTOR

84. ***Prof. Khurshid Ahmed :** Will the Minister for Finance and Economi Affairs be pleased to state :

(a) whether it is a fact that the Government has granted permission fo establishment of banks in the private sector, if so : the names of banks, indicating also the names of their Presidents and Board of Governors ; and

(b) the names of persons on whose recommendations the permission to establish these banks was granted ?

Mr. Ihsanul Haq Piracha : (a) No.

(b) In view of answer to (a) above, this question does not arise.

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! کیا وزیر محترم یہ بتا سکیں گے کہ اس سے پہلے جن ۶ بینکوں کے بارے میں اطلاعات آئی تھیں کہ اجازت دے دی گئی ہے کیا ان کو بھی منسوخ کر دیا گیا ہے۔

جناب احسان الحق پراچہ: جناب والا! جن ۶ کمپنیوں کو اجازت دے دی گئی ہے ان کا جواب سوال نمبر ۹۴ میں آج ہی آ رہا ہے وہ سرمایہ کاری مالیاتی بینکوں کی طرف سے سوال تھا اس کا جواب دے دیا گیا ہے

جن کو اجازت دے دی گئی ہے یہ سیکشن ۴ بینکنگ نیشنلائزیشن ایکٹ ۱۹۷۴ کے تحت صرف وفاقی حکومت یا کوئی کارپوریشن ہی بینک بنا سکتی ہے یا کنٹرول کر سکتی ہے چنانچہ جو سوال تھا فاضل رکن کا کہ کیا کسی بینک کو نجی شعبے میں اجازت دی گئی ہے تو اس کا جواب میں نے دیا ہے کہ کسی کمرشل بینک کو اجازت نہیں دی گئی مالیاتی فنانس کمپنی کے بارے میں سوال کا جواب آج ہی آ رہا ہے مگر اس سوال کے جواب میں تو جواب "نہیں" ہے۔

سید فصیح اقبال: ۔کیا جناب وزیر خزانہ فرمائیں گے کہ نئے اجازت ناموں میں بلوچستان کی درخواست کے لئے بھی غور ہو گا، میرا مطلب مالیاتی فنانس کمپنی سے ہے۔

جناب احسان الحق پراچہ: ۔سوال نمبر ۹۴ آ رہا ہے اس میں آپ سوال کریں گے تو میں جواب دے دوں گا۔

جناب چیرمین: اگلا سوال۔ نمبر ۸۵

INFORMATION ABOUT ADVISERS

85. ***Prof. Khurshid Ahmed :** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state :

(a) Name, qualifications, experience, age, date of appointment, terms of appointment including salary and other fringe benefits given to :

1. Advisers to the Prime Minister ;
2. Advisers to Ministers|Ministries of the Federal Government ;
3. Advisers appointed to public corporations or other public institutions under the Federal Government after 2nd December, 1988.

(b) is it correct that they are using national flag on their cars and houses and if so under what rules ;

(c) have they entered any oath of office and if so what is the text of that oath ; and

(d) do they have access to confidential documents|information and if so upto what level and on what conditions ?

Khawaja Ahmed Tariq Raheem : The information is being collected from concerned quarters and will be laid on the Table of the House.

پروفیسر خورشید احمد : جناب اس سوال کا جواب نہیں آیا، حکومت کا ارشاد یہ ہے کہ جن لوگوں کو مشیر بنایا گیا ہے یا مشیر برائے وزیر اعظم بنایا گیا ہے ان سب کے بارے میں معلومات ان کے پاس نہیں ہیں یعنی یہ لوگ آسمان سے ٹپک پڑے ہیں یا یہ کہاں سے آ گئے اگر اس زمانے میں انہیں مشیر بنایا گیا ہے تو مشیر بنانے کے تو معانی یہ ہیں کہ معلومات ان کے پاس ہونی چاہیئں۔

جناب چیئرمین : ڈاکٹر صاحب، یہ اطلاع دینے میں کیا دقت ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب پروفیسر صاحب تو فرما رہے ہیں کہ یہ کرنا چاہیے، وہ کرنا چاہیئے تو میں ان کی تجاویز کا خیر مقدم کروں گا کیونکہ ابھی جب یہ معلومات جمع ہو جائیں گی تو پیش کر دوں گا۔

جناب چیئرمین : اس میں دقت کیا ہے سوال یہ ہے کہ کیا وہ اپنی کاروں اور گھروں پر قومی جھنڈا لہرا رہے ہیں، ابھی ہیں میرے خیال میں کوئی لمبی چوڑی بات نہیں ہے۔ کیا انہوں نے اپنے عہدوں کا حلف اٹھا لیا ہے تو کون سی ایسی انفارمیشن ہے جس کے لیے آپ کو وقت چاہیئے یعنی ۱۸ دن کا نوٹس ہیں نے پہلے بھی عرض کیا تھا کہ ان سوالات کے لیے ۱۳ دن کا نوٹس ہوتا ہے تو ۱۳ دن کا نوٹس ایسی چیز کے لیے کافی ہے اگر کوئی زیادہ انفارمیشن ہو تو پھر بات سمجھ میں آجاتی ہے مہربانی کر کے متعلقہ جو محکمے ہیں ان کو ہدایت کریں اور کوشش کی جائے کہ جو سوالات کیے جاتے ہیں ان کے جوابات بر وقت ایوان میں پیش کریں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : انشاء اللہ کوشش کریں گے۔

سید فصیح اقبال : یہ کتنے افسوس کا مقام ہے کہ اس قسم کے سوال کا جواب تو اخبارات کی فائلوں سے بھی لیا جا سکتا تھا یہ کوئی ایسا مسئلہ نہیں ہے جس کے لئے کسی وزارت سے معلومات اکٹھی کی جائیں کیبنٹ ڈویژن کے پاس سارا ریکارڈ ہوتا ہے، ان سے آدھے

گھنٹے میں یہ معلومات لے سکتے ہیں کہ کن لوگوں نے حلف اٹھائے ہیں اور خدانخواستہ اگر یہ پاکستان کا جھنڈا لہرا رہے ہیں تو یہ ایوان کو علم نہیں ہے کہ کتنے مشیر ہیں اور کتنے وزیر ہیں انہوں نے خود اپنی مرضی سے تو جھنڈے نہیں لہرائے لہٰذا اس سوال کا جواب نہ دینا، اور ۱۳ دن میں بھی اس کا جواب نہ آنا عجیب بات ہے یہ تو کسی محکمے سے بھی متعلق نہیں ہے اس کے لیئے تو باقاعدہ علیحدہ ایک کیبنیٹ ڈویژن ہے جس میں ساری معلومات ہوتی ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین! آپ کی اجازت سے صرف ایک اضافہ کرنا چاہتا ہوں یہ دراصل بڑا ہی اہم قومی مسئلہ ہے اور میں نے جو سوال اٹھائے ہیں ان کا تعلق حلف سے بھی ہے اور Access to confidential documents سے بھی ہے اگر ان افراد کو ان دستاویزات تک access حاصل ہے تو ان تمام چیزوں کو چھ مہینے گزر گئے ہیں اور حکومت اس ایوان کو معلومات نہیں دے سکتی ہے تو اس سے اس ایوان کا privilege مجروح ہوتا ہے، یا حکومت معلومات کو چھپانا چاہتی ہے ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : جناب والا! مجھے تو افسوس یہ ہے کہ پروفیسر صاحب اتنے منجھے ہوئے سینیٹر ہیں پارلیمینٹیرین ہیں اور پھر انہیں خود بھی پتہ ہے جب ایک سوال کے بارے میں آپ فیصلہ دے چکے ہیں آپ تنبیہہ کر چکے ہیں آپ حکم دے چکے ہیں پھر اس پر بلاوجہ تقریر کرنا میں تو یہ سمجھتا ہوں کہ اپنی دکان کو چمکانے کے علاوہ اور کوئی بات ہی نہیں ہے ۔

پروفیسر خورشید احمد : یہ بڑی سطحی باتیں کرتے ہیں ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : سطحی بات نہیں ہے آپ چیئر کی توہین فرما رہے ہیں ۔

جناب چیئرمین : آپس میں اس قسم کی cross-talk کی ضرورت نہیں لیکن بار بار یہ چیز آرہی ہے کہ سوالات کے جوابات بروقت نہیں آتے ۔ تو مہربانی کر کے . . . .

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : آپ صحیح فرما رہے ہیں۔ میں نے عرض کیا تھا کہ آپ نے ایک حکم دیا تھا کہ وزراء تشریف لائیں وہ لائے انشاء اللہ آئندہ سوالوں کے بارے میں بھی کوشش ہوگی جو بھی جوابات درکار ہوں گے وہ آپ کے دیئے ہوئے ٹائم کے اندر آئیں اور انشاء اللہ آئیں گے ۔

سید فصیح اقبال : جناب چیئرمین ایک بڑا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے کہ اگر ان کو یہ معلومات نہیں ہیں تو ہاؤس میں کیسے یہ صاحبان آجاتے ہیں اور ہمیں کیسے پتہ چلے گا کہ یہ ایڈوائزر ہے یا منسٹر ہے اگر ان کو یہ پتہ نہیں ہے تو وہ ایوان میں کس طرح آجاتے ہیں ۔

Mr. Chairman: We will take it up again after the information is received. Next question No. 86, Syed Iftikhar Ali Bokhari. Anybody on his behalf.

An honourable member: On his behalf.

Mr. Chairman: We take the answer as read.

LOAN ADVANCED TO ENTREPRENEURS

86. *Syed Iftikhar Ali Bokhari (put on his behalf): Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state the total amount of loan advanced to ENTREPRENEURS under the local manufacturing machinery scheme so far with province-wise break-up ?

Mr. Ihsanul Haq Piracha : Information is being collected and will be placed before the House as soon as received.

جناب چیئرمین ! میں معذرت خواہ ہوں اس سوال کا جواب نہیں دیا جا سکا جیسے پہلے ذکر ہو رہا تھا اس میں مجبوری یہ ہے کہ ۸۷ / ۸۶ دونوں سوالات ایسے ہیں جن کی تفاصیل تمام پاکستان کی مختلف برانچوں سے اکٹھی کرنی ہے ہم نے ہدایات جاری کر دی ہیں اور یہ انفارمیشن ایسی ہے جس میں بہت سے پردہ نشینوں کے بھی نام آتے ہیں تو ہم بڑی احتیاط سے وہ تفاصیل لے رہے ہیں اور انشاء اللہ وہ بہت جلد آجائیں گی اور ان دونوں سوالات کے جوابات ہم پیش کر دیں گے ۔

Mr. Chairman: No. In this case it is understandable.

اگر کوئی تاخیر ہوئی ہے لیکن وہ انفارمیشن ایسی ہے جو آسکتی ہے ۔

اگلا سوال نمبر ۸۷ جناب عالم علی لالیکا ۔

AGRICULTURAL LOANS

87. Mian Alam Ali Laleka (put on his behalf) : Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state :

(a) the percentage of utilization of Agricultural loans granted on 3 per cent interest on locally manufactured machinery during the period from 30th March, 1984 to 30th March, 1989 : and

(b) the percentage of the utilization of loans granted in industrial sector in each province during the above period ?

Mr. Ihsanul Haq Piracha : Information is being collected and will be placed before the House as soon as received.

جناب میں نے دونوں سوالوں ۸۰/۸۶ کے بارے میں گزارش کی ہے۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال ۳۳- میاں عالم علی لالیکا صاحب۔

MERGING OF OFFICERS' CADRES IN ADBP

33. **Mian Alam Ali Laleka** (put on his behalf) : Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state :

(a) whether it is a fact that in 1982 all the cadres of the officers in ADBP were merged and a combined seniority list was prepared ; and

(b) whether it is also a fact that since then all the promotions to the post of Deputy Direcor and above are being made according to the combined seniority list ; if not, its reasons ?

Mr. Ihsanul Haq Piracha : (a) In 1982 except Computer cadre all other cadres in the Bank were merged. Two sub-cadres within the Computer cadre were also integrated into a unified computer cadre.

Accordingly combined seniority lists for each cadre *i.e.* General and Computer cadres were prepared.

(b) Yes.

جناب چیئرمین : ضمنی سوال کوئی نہیں اگلا سوال میر سہراب خان۔

APPOINTMENT OF CUSTOM INSPECTORS

34. ***Mir Suhrab Khan Khosa** (put on his behalf) : Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state the number of inspectors appointed in sea-customs and inland customs from January, 1984 to March, 1989 from Baluchistan, indicating also their names and districts of domicile ?

Mr. Ihsanul Haq Piracha : The requisite information is as under :- Inspectors appointed in inland customs from January, 1984 to March, 1989 from Baluchistan.

S. No.	Name of Inspector	District of domicile	Date of Appointment
1.	Mr. Mushtaq Jamaldini	Chaghi	2-6-84
2.	S. Ahmad Baluch	Do.	4-8-85
3.	Mr. Sadat Ali Changezi	Quetta	1-4-85
4.	Mr. Ghulam Dastgir	Quetta	11-6-85
5.	Mr. Hashmat Khan	Quetta	11-6-85
6.	Mr. Muhammad Saleem	Zhob	12-6-85
7.	Mr. Mushtaq Ahmad Raisani	Quetta	16-6-85
8.	Mr. Khurshid Iqbal Hasni	Loralai	16-6-85
9.	Mr. Saifullah Khan	Quetta	18-6-85
10.	Mr. Rozi Khan	Quetta	18-6-85
11.	Mr. Muhammad Yousaf Khan	Kalat	31-7-85
12.	Mr. Saeed Ahmad Baluch	Chaghi	4-8-85
13.	Mr. Naimatullah	Quetta	1-8-85
14.	Mr. Qaiser Khan Loono	Loralai	28-12-85
15.	Mr. Naeem Shah	Pashin	14-7-86
16.	Mr. Khalid Kurd	Kalat	23-6-88
17.	Mr. Ehteshamul Haq	Quetta	25-6-88
18.	S. Mohsin Ali	Quetta	26-6-88
19.	S. Asad Ali	Quetta	26-6-88
20.	Mr. Younis Atta	Quetta	27-6-88
21.	Mr. Muhammad Siddiq	Zhob	27-6-88
22.	Mr. Abdul Qahir	Pashin	28-6-88
23.	Sardar Ghayasuddin	Quetta	22-9-88
24.	Mr. Attiqur Rahman	Quetta	27-9-88
25.	Mr. Ghulam Ali	Sibi	27-9-88
26.	Mr. Faisal Saddiq	Quetta	28-9-88
27.	Mr. Tariq Sultan	Quetta	29-9-88
28.	Mr. Shahzada Amir	Quetta	30-9-88
29.	Mr. Arshad Zubair	Quetta	1-10-88
30.	Mr. Muhammad Arif Zaman	Quetta	2-10-88
31.	Mr. Muhammad [illegible]	Quetta	8-10-88

جناب چیئرمین : ضمنی سوال ؟

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی : یہ نام ذرا ٹھیک کروا دیں - میر صوبیدار خان کھوسہ لکھا ہوا ہے ۔

جناب چیئرمین : یہ غلط ہے ۔

should be made Sohrab Khan Khosa

Is that correct ? (voices; 'yes')

This correction will be made.

Supplementary questions ? (Pause)

No supplementary questions.

Next question No. 35 - Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui.

FAMILY PLANNING DEPARTMENT

35. ***Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui** Will the Minister for Planning and Development be pleased to state :

(a) the total amount spent on family planning department and on procurement of medicines by the department during the last fiscal year 1987-88 and first half of current financial year, separately ; and

(b) the detail of financial and other assistance received from abroad for family Planning Programmes during the said period ?

Begum Nadir Khan Khakwani (read by Dr. Sher Afgan Khan Niazi) : (a) (i) The expenditure on the implementation of Population Welfare Planning Programme was as under :-

Year	*Amount* (Rs.)
1987-88	440.256.000
1988-89 (July to December, 88)	162,6 2,000

(ii) The expenditure on procurement of medicines alone is given below :

Year	*Amount* (Rs,)
1987-88	8.758.000
1988-89 (July to December 89)	1.835.000

(b) (i) The details of foreign assistance (Cash and Commodity) received during the period is given below :—

Period	Cash on reimbursement basis	Commodity	Total (Rs.)
1987-88	87,941,200	133,022,100	220,963,300
1988-89 (July to December, 88)	10,515,700	38,152,800	48,668,500

(ii) The commodity assistance include transport, contraceptive, equipment, consultancy and training abroad.

جناب چیئرمین: سپلیمنٹری سوال۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: My question is that the growth rate in the population of this country 10 years before was 2.7 and now it is 3.16. What steps have benn taken by the Government to reduce it at least to bring it to the past level?

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر صاحب وہ کہہ رہے ہیں۔۔۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: اس کے باوجود کہ ہم اتنی رقم خرچ کر رہے ہیں کہ آبادی کیوں بڑھ رہی ہے۔۔۔

جناب چیئرمین: نہیں نہیں آبادی تو بڑھ رہی ہے وہ کہہ رہے ہیں کہ کیا اقدامات کیے جا رہے ہیں اس کو روکنے کے لیے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: ہاں تو فیملی پلاننگ کے ضمن میں تمک ودد کی جا رہی ہے اور اس کے متعلق جو latest techniques ہیں ان کو بھی develop کیا جا رہا ہے بلکہ لوگ اس میں زیادہ receptive ہو چکے ہیں۔ اس کے علاوہ آبادی کی جو صورت حال ہے اس کو ایک جگہ رکھنے کی بھی کوشش کی جا رہی ہے اور فیملی پلاننگ کو اور زیادہ propagate کرنے کی وجہ سے ہی ہم اس چیز پر قابو پا سکتے ہیں۔

جناب محمد محسن صدیقی: "مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی"

آپ نے ہمیں جو گزشتہ سال کی فگرز دی ہیں ۸۸-۸۷ء میں ۴۰ء۴ ملین پونڈ آپ نے خرچ کیا اور جولائی سے لے کر اب تک ۴۲ ملین تقریباً خرچ کیا یہ اتنا خرچہ آپ نے کیا اور بجائے growth rate کم ہونے کے growth rate بڑھتی جا رہی ہے گویا یہ پیسے جو ہیں یہ جائز استعمال نہیں ہو رہے ہیں بلکہ یہ لوگوں کی جیبوں میں جا رہے ہیں اور آپ کی پاپولیشن پلاننگ جو ہے وہ

completely in fiasco without any results.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : گزارش یہ ہے اگر پاپولیشن کے بارے میں نگر زدیکھیں تو ہم محسوس کریں گے کہ ہماری percentage 1980ء میں ۳ فیصد ہو چکی تھی اب وہ صورت حال گھٹ کر ۲۰۶ ہو چکی ہے اگر آپ مختلف اداروں کے اعداد و شمار ملاحظہ فرمائیں تو آپ کو محسوس ہو گا کہ آبادی بڑھنے کی شرح کچھ کم ہوئی ہے اور اس کی پرسینٹیج ۳ فیصد سے ۲۰۶ ہو چکی ہے تو یقیناً یہ کہا جا سکتا ہے کہ جو اقدامات لیئے جا رہے ہیں اور جس ضمن میں ہم تعرض کر رہے ہیں تو ترخ ۳ فیصد سے ۲۰۶ جو ہو چکی ہے تو اشارہ یہ ہے اس میں کمی واقع ہوئی ہے اس لیئے یہ نظام جو جاری و ساری ہے یہ مؤثر ہے۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Sir, my figures are that at the moment the growth rate is 3.16 *(Interruption)* .

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی : National Institute of Population Census کے یہ سارے نگر زہیں اور latest ان کی کتاب بھی آپ ملاحظہ فرمائیں میں آپ کو دے دوں گا NIPC والوں نے الشو کی ہے آپ کو بھی پہنچی ہو گی اس میں تمام چیزیں دی ہوئی ہیں اور بھی مختلف اداروں نے تحقیق کی ہے اس میں fractional difference تو آسکتا ہے کوئی کہتا ہے کہ ۲۰۴ ہے ۲۰۶ ہے لیکن یہ مسلمہ حقیقت ہے ہماری آبادی جو ۳ فیصد کے لحاظ سے بڑھ رہی ہے اگر اس کے لیئے ہم trace کریں آپ کو بھی جناب چیئرمین پتہ ہے ۴۷ء میں پارٹیشن کے وقت ہماری کل آبادی ایسٹ پاکستان اور ویسٹ پاکستان کی دس کروڑ تھی اس کے بعد پھر جب ۷۰ء میں مردم شماری ہوئی اس کے بعد دوگنی ہو گئی اب ۱۰۵ ملین آبادی ہے لیکن اس تناسب سے اگر ہم تواتر سے دیکھیں تو ۳ فیصد اس کا latest ratio رہا ہے اب این آئی پی سی نے جو investigate کیا ہے اور اس کا سروے کیا ہے تو محسوس ہوتا ہے کہ ۲۰۴ فی صد reduce ہو گئی ہے اس طریقہ سے اس میں امپروومنٹ ہے اور اس محکمے کی کارکردگی بہتر ہے اور یہ بجا ہے کہ انٹرنیشنل فورم پر کوشش جاری ہے اور واقعی یہ بات درست ہے کہ آبادی واحد چیز ہے جو ہمارے ملک میں اور بین الاقوامی سطح پر بڑھ رہی ہے جو تمام ملک کی معیشت جو مستحکم ہوتی ہے اس کو کھا جاتی ہے

It is more dangerous than an atom bomb.

یعنی یہ ملک کے لیئے زیادہ خطرناک ہے اگر وہ گرا دیا جائے تو کچھ حصے پر وہ اثر کرتا ہے لیکن آبادی کا بڑھنا

It is very effective.

It eats up social set up, economic set up from all spheres.

[Dr. Sher Afghan Khan Niazi]

یہ بڑے برے طریقے سے اثر کرتی ہے آپ اگر مکمل data چاہیں گے تو میں محسن صاحب کو complete مہیا کردوں گا۔ کہ یہ کس وقت ہوا چونکہ یہ سوالوں کا وقفہ ہے اس لیے پوری طرح اس پر روشنی نہیں ڈالی جا سکتی۔

Dr. Bisharat Elahi: May I be allowed to make a few observations on this issue. It is an important issue as we all know.

Mr. Chairman: But the honourable Minister is saying that population growth has come down. This is a very welcome development.

Dr. Bisharat Elahi: Sir, I happen to be indirectly connected with this because we have an organization by the name of Pakistan Society for Planned Parenthood.

ڈاکٹر شیر افگن خاں نیازی: یہ قاعدہ ۱۹۴ کے تحت move کریں:

جناب چیئرمین: مہربانی فرما کر آپ یہ فگرز ٹیبل پر lay کر دیں یہ بڑی important چیز ہے۔

I think this is some thing very important. The honourab Minister has disclosed an important piece of information an it is a very important matter.

جی آپ فرمائیں۔

Dr. Bisharat Elahi: I have no intention of embarrassin the Minister who is a colleague of mine.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: He must embarrass me, I c not mind it.

Dr. Bisharat Elahi: The thing is that there has been perhap a very very nominal decline in the population growth over th last few years but that is absolutely negligible. The fact remains.

(Interruptions)

Mr. Chairman: Please address the Chair.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Point of order. My point order is that nominal should be told in figure. May be 0000

That is a figure. Nominal contains nothing. What is the percentage ?

Dr. Bisharat Elahi: My answer is that it is negligible. Are you satisfied now ?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Is it negative or positive, Sir, I may be told in figures. Negligible means nothing.

جناب چیئرمین : دیکھیں، اس پر آپ verify کر لیں۔ ڈاکٹر صاحب کا یہ فرمانا ہے کہ عام تاثر یہ تھا کہ پاکستان کی population growth تین فیصد یا اس سے زیادہ ہے۔ ڈاکٹر صاحب (ڈاکٹر شیر افگن خان) نے کہا ہے آج کہا ہے کہ نہیں۔ It is 2.6%

This is a remarkable development. It is some thing very very remarkable. So, I think we must get this information.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: It may be, Sir. .1 above or below.

جناب چیئرمین : please یہ جو آپ کی انفارمیشن ہے، یہ مہربانی کر کے معزز سینیٹرز کو دے دیں۔

(مداخلت)

محسن صدیقی صاحب، آخری سوال۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Mr. Chairman, I dispute the figures of the honourable Minister. I have myself checked the figures and the growth rate is not correctly reflected. He promised me last time in my question about EPZ to supply the information but uptil today it is not given. Therefore, if that is the way to avoid the answer then I resist it but if he sincerely believes and he means it that he will supply it then I would like to exercise my options under rule 58 and 59.

جناب چیئرمین : وہ یہ کریں گے، لیکن محسن صاحب، دیکھیں نا، کہ جس پر آپ rely کر رہے ہیں۔ اس کا آپ حوالہ دے دیں۔ کیونکہ ڈاکٹر صاحب نے بھی کوئی NIPs کا حوالہ دیا ہے۔

(Interruptions)

Mr. Chairman: Please do not interject like that.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: I have checked from the growth figures and census figures and that is why I have given him the exact percentage.

جناب چیئرمین: میرے خیال میں جو پاکستان کا Survey ہوتا ہے غالباً اس میں یہ فگرز آتے ہیں۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: This is why, Sir, I have given him the exact percentage that for the last ten years it is near about 3.7% as against 2.7% in the past. Therefore, I reserve my right to exercise my option on that.

Mr. Chairman: Please look up the relevant document.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Let him supply that information and I will see but now the question is whether he is aware that the population growth rate as shown in the official documents if we calculate that what would be the population of this country at the close of the century, it will be 160 million, i.e. 16 crores ? And is he aware in regard to my question which will come under Q. No. 44 as to what are your imports even for food ? If you do not control population growth and you have taken no steps no special steps then this country will be flooded with manpower without any food. What steps has he taken ? Instead of playing to the gallery, he should give us the specific steps that these are the steps that have been taken to control it.

جناب چیئرمین: جی ڈاکٹر صاحب، وہ کہہ رہے ہیں کہ آپ جو specific steps رہے ہیں۔ پاپولیشن کو کم کرنے کے لیے، وہ فرما دیں کہ کیا کیا ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جناب! آپ کو پتہ ہے کہ اس کے لیے باقاعدہ ایک ڈویژن قائم کیا گیا ہے۔

(مداخلت)

Mr. Chairman: No cross talk please. جی ڈاکٹر صاحب Please continue.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جی پہلے وہ فرمائیں جی۔

جناب چیئرمین: نہیں آپ فرمائیں، میں نے ان کو روک دیا ہے۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: جی، اس کے لیے پورا set up ہے ایڈمنسٹریشن ہے۔ فیلڈ ورک کے لیے محکمے ہیں۔ اس کے ساتھ medical professionalists attach ہیں۔ ۳۰ سال سے throughout the country پر Federal level یہ صورت حال جاری و ساری ہے اور اس کی acceptability جو ہے وہ اب زیادہ ہے پہلے سے بہتر ہے ایک تو step to control birth یہ ہے کہ جو لوگ اس کے لیے receptive ہو چکے ہیں۔ اور اس میں بڑی قباحتیں تھیں آپ کو بھی علم ہے۔ کہ یہاں کئی ہمارے علماء نے کہہ دیا تھا کہ قتل کے یہ مترادف ہے۔ دین اسلام کی بیخ کنی ہو رہی ہے۔ اور اس کے مخالف یہ بات کی جا رہی ہے تو اس social set up میں آپ کو علم ہے کہ جب شروع شروع میں فیملی پلاننگ کا پروگرام آیا تھا۔ تو اس کے خلاف کافی resistance ہوئی، معاشرے میں اس کے خلاف mobilization ہوا تو اب صورت حال یہ ہے کہ کچھ اس کی acceptability بڑھی ہے کچھ دوسرے ذرائع سے صورت حال کو سنبھالا دیا گیا ہے۔ اس کے لیے modern techniques جو ہیں۔ یہ ڈویلپ ہو گئی ہیں، کئی condoms ہیں اس طرح کی بہت ساری چیزیں ہیں، جو کہ ہم بیان کر سکتے ہیں۔ اس طریقے سے کہ ان کو persuasion کے ذریعے قائل کیا جا رہا ہے۔ کوئی pills کے ذریعے سے۔ صورت حال یہ ہے اس طریقے سے جو کچھ ہو سکتا ہے۔ صورت حال کو قابو میں کرنے کے لیے کیا جا رہا ہے۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: سپلیمنٹری سر!

جناب چیئرمین: پروفیسر خورشید صاحب۔ آپ کا کوئی اس پر سپلیمنٹری تھا۔ ڈاکٹر صاحبہ آپ کو موقع ملے گا۔

پروفیسر خورشید احمد: میں نے صرف اتنا عرض کرنا ہے کہ ڈاکٹر صاحب نے جو اعداد و شمار دیئے ان کے بارے میں گزارش ہے کہ اصل مسئلہ پر میری جو بھی رائے ہو، لیکن اگر وہ اس معاملہ میں Seventh Plan میں جو studies ہیں اور انہوں نے جو دونوں اعتبار سے یعنی

empirical surveys کی بنیاد پر بھی اور otherwise data جو جمع کیا، وہ سامنے رکھیں تو شاید جو فگرز انہوں نے دی ہے وہ صحیح نہیں ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے جی ڈاکٹر نور جہاں۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: جناب! میں آپ کی اجازت سے کہنا چاہتی ہوں کہ ڈاکٹر صاحب نے اپنے فگرز میں غلط بیانی کی ہے کیونکہ میں خود نیشنل کونسل آف پاپولیشن اور NGO Coordinating Population Welfare کی ممبر ہوں۔ اس میں کمی ضرور آئی ہے 3% لیکن اس وقت بھی جو population growth rate ہے۔ وہ ۳ء۱ فیصد ہے اور ادارے کی طرف سے مجھے آج صبح ہی ایک ٹیلی گرام ملا ہے کہ اس کی میٹنگ ۲۸ مئی کو ہو رہی ہے۔ سینیئر وزیر کی قیادت میں، اس میں ڈاکٹر صاحب کا بھی قصور نہیں ہے کیونکہ یہ متعلقہ وزیر نہیں ہیں۔

جناب چیئرمین: وہ کہہ رہے ہیں کہ NIPs کوئی ادارہ ہے اس کے یہ اعداد و شمار ہیں

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: NIPs کے ادارے کی بھی میرے پاس رپورٹ ہے کیونکہ میں اس کی بھی ممبر ہوں، میں اس کے متعلق آپ کو پوری ڈیٹیل دے سکتی ہوں۔ میرے پاس فگرز ہیں میں فگرز لا کر پیش کر سکتی ہوں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: If it comes to the figure of 3% then I am at fault. مجھے آپ سزا دیجئے۔

May be plus one above and down. You can go one plus and one minus above and down, that is the thing but if it comes to 3%, I am responsible.

Dr. Noor Jehan Panezai: Point of order, Sir.

Mr. Chairman: Yes please.

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: سب سے پہلے تو اللہ کرے اس سینیٹ کی سختی اور گناہ معاف ہو جائے جس کے ہر معاملہ کو ڈاکٹر صاحب ہی حل کر رہے ہیں۔ جو کوئی حل ہی نہیں کر سکتا۔

Mr. Chairman: Thank you, we will proceed to the next uestion.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Mr. Chairman, Sir.

Mr. Chairman: Yes last supplementary Mr. Muhammad Iohsin Siddiqui.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Sir, in my last supplementary hich you were kind enough to allow, my question was what oncrete steps have been taken by the Government. He has een talking again about absolutely general things and not about ny specific steps. May I suggest now, because time is precious nd I know your constraints, whether he is prepared to take ny steps to educate the people through media, through press, rough TV and other means and tell them the real future danger at lies in the explosion of population in this country. Besides at this money which he has spent, if you see the figures - the gures are so big; so far as local money is concerned it is Rs.440 ilion and 162 million, so far as aid and cash help is concerned is Rs. 220 million and Rs. 48 million. Now, such a huge amount being spent without any concrete results. So, is he prepared do that ?

(Interruptions)

Mr. Chairman: So, your question is whether the honourable nister is willing to consider the use of media, Television, newsbers, etc., for this purpose.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Yes, Sir, to persuade the ople to know what is the problem and the danger ahead.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Mr. Chairman, Sir....

(Interruptions)

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Wait a minute please, not be impatient.

(Interruptions)

جناب چیئرمین : شکریہ جی شکریہ جی ۔ آپ کا سوال آگیا ہے ۔ جی آپ اس پر غور کرنے پر تیار ہیں کہ ریڈیو ۔ ٹی وی اور دیگر میڈیا کو استعمال کیا جائے ۔ ۔ ۔

ڈاکٹر شیر افگن خاں نیازی : جناب والا یہ تو ہر روز کا معمول ہے آپ کو بھی پتہ ہے کہ سڑکوں پر بھی بورڈ لگے ہوئے ہیں چھوٹی فیملی کے بڑے بڑے بورڈ اور ٹیلی ویژن پر بھی دکھا

[Dr. Sher Afghan Khan NIAzi]

جا رہا ہے۔ "چھوٹا کنبہ خوشحال کنبہ" اور ٹریکٹر کی ایک کہانی بھی آتی ہے ، اور میرا خیال ہے یہ سالوں سے جاری و ساری ہے اگر یہ ان تک انفارمیشن نہیں پہنچی تو میں آج جاوید جبار صاحب سے گزارش کروں گا کہ خصوصی طور پر یہ پروگرام early hours میں رکھیں ۔

جناب محمد محسن صدیقی: جناب چیئرمین ! اس سے بہتر یہ ہے کہ بازاری باتوں کی بجائے یہ کوئی مکمل اطلاعات لیکر ہم سے بات کیا کریں۔

Mr. Chairman: Next question Mr. Mohsin Siddiqui No. 36.

IMF LOANS

36. ***Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui** : Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state the amount of IMF loan granted for the current financial year indicating also the projects to be financed by this loan and the conditionality, if any, attached to the loan ?

Mr. Ihsanul Haq Piracha : During the current financial year, IMF has not granted any loan to Pakistan for any project. Hence there are no conditionalities for loans of this **category.**

The IMF assistance *is* for **balance** of payments support of member countries and is **not for financing specific projects.**

IMF has however disbursed $ 146.47 million under Structural Adjustment *Facility* (*SAF*) and $ 224.4 million *under **stand-by** Arrangement* (***SBA***) during the current financial year. The total disbursement comes to $ 370.87 ***million***.

Conditionalities agreed to with IMF under SBA and SAF agreements are enumerated in Annex. I &II respectively. The honourable Senators can get **the** copies from me.

(Annexures have been placed in the Senate Library).

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: In this the honourable Minister has promised to give the copy of the Annexure which I havn't but anyhow I would like to ask, would the honourable Minister for Finance inform the House whether it is a fact that the IMF delegation recently in the last week visited and had very serious discussions with the Pakistani officials and agreed to remove some harshness about the conditions and facilities to the Government, if so, can he submit the details ?

Mr. Chairman: Mr. Ishanul Haq Piracha.

Mr. Ihsanul Haq Piracha: With regard to the first part of the question the answer is 'Yes'. With regard to the second part of the question I will be disclosing that part at the time of the announcement of the Budget.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Would the honourable Minister be pleased to inform as to what will be the position of conditions placed by IMF about the agriculture tax ?

Mr. Ihsanul Haq Piracha: Mr. Chairman, the Government of Pakistan have been discussing the conditionalities with IMF. The Prime Minister of Pakistan discussed this question when the President of IMF met her in Tokyo. When I went to Paris to attend the consortium meeting, I discussed the problems of Pakistan and problems faced by my Government with regard to these conditionalities and I must say that the IMF is very cooperative and whatever point of view we have expressed they have agreed to that and that would be reflected in my budget speech.

Mr. Chairman: Thank you. Last question Mr. Mohsin Siddiqui.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: The honourable Minister has informed us that the IMF has given 370.87 million dollar. Now, I am informed that only first instalment has been paid and for the second instalment a condition has been put that further tax should be increased, sale tax should be on fifty items and many other conditions and this is why the amount has not been raised, is it a fact ?

Mr. Ihsanul Haq Piracha: Mr. Chairman, I would submit that what the honourable Member has stated is not correct. The second instalment is not being with held because of the conditions you know but it is because of the time schedule given by IMF and as and when the 2nd instalment is due, the IMF would release the instalment, that has no relevance to the taxation proposal. That is absolutely a separate thing and as I have stated two times before I will be revealing that in my budget speech.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: But when is the second instalment due ?

Mr. Ihsanul Haq Piracha: Well, I require a fresh notice for this.

Mr. Chairman: Fresh notice. Next question No. 37 - Prof. Khurshid.

INFLATION RATE

37. ***Prof. Khurshid Ahmed**: Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state the actual rate of inflation in Pakistan during the following periods:

(a) July 1985 to June 1986.

(b) July 1986 to June 1987.

(c) July 1987 to June 1988.

(d) July 1988 to November 1988.

(e) December, 1988 to April, 1989.

Mr. Ihsanul Haq Piracha: The actual rates of inflation in Pakistan during the periods mentioned in the above question were as under :--

(a) July 1985 to June 1986 = 3.4 per cent.

(b) July 1986 to June 1987 = 5.5 per cent.

(c) July 1987 to June 1988 = 7.4 per cent.

(d) July 1988 to November 1988 = 7.2 per cent.

(e) December 1988 to March 1989 = (—) 0.1 per cent.

So far the figure for the month of April 1989 has not arrived. Therefore, inflation rate is given upto March 1989.

The inflation rate is computed on the basis of consumer Price Index covering retail prices of 464 consumer items.

پروفیسر خورشید احمد: کیا وزیر مملکت خزانہ یہ بتا سکیں گے کہ دسمبر ۸۸ء سے مارچ ۸۹ء کا جو انہوں نے انفلیشن ریٹ دیا ہے ۔ اعشاریہ ایک فیصد ۔ کیا یہ حقیقت نہیں ہے کہ ابھی کل جو ایوان میں figures دی گئی تھیں یعنی اہم selected commodities کے بارے میں اُن کو اگر آپ دیکھیں تو ان میں سے بیشتر کے اندر نمایاں اضافہ ہے ۔ اگر wheat flour جو بنیادی آئیٹم ہے جنوری میں 2.76 روپے تھے تو اپریل میں 3.17 ہے mutton کا 42.75 تھا اب 45.75 ہے ٹماٹر کا آٹھ روپے تھا تو اب گیارہ اعشاریہ آٹھ ایک (11.81) ہے کس basis پر انھوں نے دسمبر سے مارچ تک اعشاریہ ایک فیصد دکھایا ہے اور ساتھ ہی یہ بھی عرض کر دوں ابھی وی اے جعفری صاحب نے جو کراچی میں بریفنگ دی ہے اس میں انھوں نے جولائی 88ء سے مارچ 89ء تک دس اعشاریہ ۸ فیصد انفلیشن ریٹ بتایا ہے؟

جناب احسان الحق پراچہ : پروفیسر صاحب نے بالکل بجا فرمایا ہے لیکن پروفیسر صاحب نے جس انداز میں سوال کیا ہے اس کے جواب میں جولائی 85ء سے جون 86ء جولائی 86ء سے جون 87ء ، جولائی 87ء سے جون 88ء جولائی 88ء سے نومبر 88ء اور دسمبر 88ء ، ہم نے مارچ تک کا دیا ہے

جس انداز میں سوال کیا گیا تھا اسی انداز میں جواب دے دیا گیا ہے لیکن فی الحقیقت current trends جو On point to point basis from March 88 to March 89 ہیں وہ بالکل 10.34 فیصد کی ہے ۔ اور ہمارا اپنا اندازہ ہے کہ یہ financial year close ہونے تک 11 فیصد تک ہو جائیگا۔ لیکن جو جواب میں نے دیا ہے وہ سوال کے انداز کے بالکل مطابق ہے لیکن I may volunteer جو انھوں نے point raise کیا ہے کہ جو کراچی میں جعفری صاحب نے فگرز دی تھیں۔ I commit that 10.34% is for overall period. جو انفارمیشن مانگی گئی ہے وہ تو وہی بنتی ہے لیکن periodwise overall inflation جو ہے وہ rate pointo to point basis پر 10.34% ہے and it will end at 11%.

پروفیسر خورشید احمد : کیا وزیر خزانہ یہ بتا سکیں گے کہ کس حساب mathematics, statistics, computer کی بنیاد پر جولائی 88ء سے نومبر 88ء تک اگر 7.2 per cent ہے اور دسمبر 88ء سے مارچ 89ء تک -0.1 per cent ہے تو کس basis پر جولائی 88ء سے مارچ 89ء تک 10.5+ بن جائے گی یہ کیسے ممکن ہے؟

جناب احسان الحق پراچہ : جو inflation rates compute کیے گئے ہیں وہ

on the basis of consumer price index covering retail prices of 464 consumer items. Statistics Department (Government of Pakistan) is maintaining this on the basis of consumer price index.

اسکے مطابق جو جواب بنتا ہے وہ میں نے دے دیا ہے

پروفیسر خورشید احمد : میرے سوال کا جواب نہیں دیا گیا ہے مجھے پتہ ہے کہ

consumer Price Index پر یہ inflation rate calculate ہوتا ہے دوسرا آپ اسی کو calculate کر سکتے ہیں national income deflation کی بنیاد پر، دونوں میں تھوڑا سا فرق بھی ہو سکتا ہے لیکن آپ یہ معمہ حل کیجیے کہ اگر اسی پیریڈ میں 6.6+ ہے اور اس

کے بعد ۱.۰- ہے تو پھر اسکا جو total ہے وہ ۱۰.۶ کیسے ہو جائیگا؟ اسکا کیا جواب ہے آپ کے پاس؟

جناب احسان الحق پراچہ: میں معلومات حاصل کرکے معزز رُکن کے پاس حاضر ہو سکوں گا جو انفارمیشن Statistics Department نے جس basis پر دی ہے۔ وہ میں نے جواب دے دیا ہے۔ on the basis of consumer Price Index

پروفیسر خورشید احمد- جناب والا! مجھے افسوس یہ ہے کہ وزراء حضرات home work نہیں کرتے ہیں اور چیک تک نہیں کرتے ہیں کہ ان کے اندر contradictions کیا ہیں اور ایوان کے سامنے وہ معلومات لے آتے ہیں حالانکہ وہ معلومات patently غلط ہوتی ہیں اور یہ اس ہاؤس کے پریویلیج کے خلاف ہے ہمیں کچھ home work کرنا چاہیے اور ان معاملات کو زیادہ seriously لینا چاہیئے۔ ورنہ میں سمجھتا ہوں کہ آپ ایوان کا مذاق اڑا رہے ہیں

جناب احسان الحق پراچہ: جناب میں اس ریمارکس کے متعلق کچھ عرض کروں گا۔ جس انداز میں سوال کیا گیا تھا۔ پیریڈ کے متعلق، میں اگر یہ کہوں کہ پروفیسر صاحب کو، کہ سوال شاید خود انھوں نے پڑھا ہی نہیں اور کسی نے لکھ کر دے دیا ہو اور sign کر دیئے یہ مناسب شاید نہ ہو۔ لیکن سوال جس انداز میں آپ نے کیا ہے میں نے پوری تیاری سے اور وثوق سے اس کا جواب دے دیا ہے۔

پروفیسر خورشید احمد: میں ذرا بتاؤں آپ کو۔ میں نے خود سوال تیار کیا ہے میں اس علم کو جانتا ہوں۔ سٹیٹسٹکس میں نے پڑھائی ہے۔ سٹیٹسٹکس کا وزیر بھی رہا ہوں ایسا نہیں ہے اور اس کے اندر کوئی معمولی سا سقم نکال کر بتا دیں تو میں آپ کا قائل ہو جاؤں گا۔

جناب چیئرمین: انھوں نے کہا ہے کہ وہ چیک کرکے دوبارہ بتائیں گے۔ سلیم سیف اللہ خاں صاحب۔

جناب سلیم سیف اللہ خاں: ضمنی سوال، ہے جناب چیئرمین! میں جناب والا- اعداد شمار میں زیادہ نہیں جانا چاہتا۔ کیونکہ پراچہ صاحب کا تعلق عوامی دور کی ایک کابینہ سے ہے اور امید ہے کہ ان کا عوام سے براہ راست تعلق بھی ہوگا۔ میں صرف ان سے یہی پوچھنا چاہتا ہوں کہ ایک ناتے سے کہ یہ ایک عوامی حکومت ہے اور عوامی وعدہ ہے کیا وہ ان فگرز پر یقین رکھتے ہیں

کہ پچھلے چار ماہ میں یعنی دسمبر سے مارچ یا اپریل تک صرف اعشاریہ ایک فیصد قیمتوں میں اضافہ ہوا ہے۔

جناب چیئرمین: کمی ہوئی ہے۔

جناب سلیم سیف اللہ خان: مطلب یہ کہ قیمتیں گری ہیں؟ ساتھ ہی یہ بھی گزارش کرنا چاہتا ہوں کہ آیا یہ اسی پرانے طریقہ کار کو چلانا چاہتے ہیں جس سے ان کو اس قسم کے اعداد و شمار ملتے رہیں گے، کیا عوامی دور کے ناتے سے وہ اس میں تبدیلی لانے کے لئے تیار ہیں یا نہیں؟

جناب احسان الحق پراچہ: میں جناب پہلے بھی وضاحت کر چکا ہوں جس انداز میں پروفیسر صاحب نے سوال کیا تھا اس کے جواب میں period-wise inflation rate جو Statistic Division نے collect کیے ہیں وہ میں نے provide کیے ہیں اور ساتھ ہی ساتھ میں نے یہ بھی گزارش کی ہے مارچ ۸۹ تک اس پورے عرصے میں اور اس وقت on point to point basis inflation rate ۱۰٫۳۴ ہے اور تمام صاحبان کو اس کا علم ہے اور حکومت وقتاً فوقتاً اس inflation rate کی وضاحت کرتی رہی ہے۔ میں مانتا ہوں جناب، اسی لیے تو یہ point to point اس سارے پریڈ میں جو inflation rate ہے وہ ۱۰٫۳۴ ہے۔ and by June it will go upto 11%. اس کی وضاحت تو جناب میں نے کر دی ہے۔

جناب چیئرمین: ٹھیک ہے۔ محمد علی ہوتی صاحب۔ سپلیمنٹری کوسچن۔

Mr. Muhammad Ali Khan: Sir, is it a fact that about a month back the Prime Minister of the country herself stated in the newspapers that the inflation rate in this country is 18%.

Mr. Chairman: Well, I mean if that is the statement. تو پھر وہ اس پر کیا comment کر سکتے ہیں۔

Mr. Muhammad Ali Khan: Either he accepts or denies it.

Prof. Khurshid Ahmed: Mr. Chairman, I take very strong exception to the recorded words that the Finance Minister repeated four times because I have challenged that the figures are not correct that the tally is incorrect even on the basis of what he has said is not acceptable at all. He must not try to impose upon me something which I think is not acceptable.

Dr. Bisharat Elahi: Mr. Chairman, Sir, there is an absolutely blatant contradiction in these figures and my only question is

[Dr. Bisharat Elahi]

and I request the honourable Minister to reconcile the last three figures which he has been quoting i.e., (b) 7.2, (e) -0.1 and the last 10.34. How does he reconcile these three figures and with which method of calculation ?

جناب چیئرمین: یہی سوال پروفیسر خورشید صاحب نے کیا تھا۔

ڈاکٹر بشارت الٰہی: وہی سوال ہے لیکن یہ جو کہہ رہے ہیں کہ انہوں نے break up کیا ہے جواب ہے میں تو کہتا ہوں یہ مجھے period-wise reconcile کر کے بتا دیں کس jugglery اور کس method کے ساتھ کس حساب کے ساتھ یہ تینوں فگرز کو reconcile کر سکتے ہیں۔

جناب احسان الحق پراچہ: جناب چیئرمین! پہلے بھی پروفیسر خورشید احمد صاحب نے یہ سوال کیا ہے۔ میں نے یہ فارمولا بتایا ہے consumer price index کے فارمولے کے مطابق جو کہ 464 consumer price items پر مشتمل ہے اس فارمولے کے مطابق جو فگرز نکلتی ہیں۔

Dr. Bisharat Elahi: No, I beg your pardon Sir, that is not the answer to my question. What I said is I am not concerned with the 464 figures.......

جناب احسان الحق پراچہ: فریش کوسچن دے دیں میں اس کا جواب دے دوں گا۔

ڈاکٹر بشارت الٰہی: نیں فریش کوسچن نیں۔ یہ اسی میں سے arise ہوا ہے۔

It has arisen out of this very question. He has been quoting three figures and those three figures are ; 7.2, -0.1 and 10.34. How does he reconcile these three figures ? Does he means to say that the inflation rate in the last month is going to be about 16% to make up for the 10.34 that he is quoting ?

Mr. Chairman: Well, he will check up the figures.

Dr. Bisharat Elahi: But he should take full responsibility for the figures given in this answer under his name.

Mr. Chairman: I think he will check it up.

سٹیٹیٹکس ڈویژن سے پتہ کر لیں۔ ہو سکتا ہے اس میں کچھ فرق ہو جی اگلا سوال نمبر ۳۹ پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد : جواب کہاں ہے؟ information نہیں ہے پھر۔

جناب چیئرمین :۔ پھر نہیں ہے؟

پروفیسر خورشید احمد :۔ بالکل خانہ خالی ہے۔ کیا کیا جائے۔

Mr. Chairman: Where is Mr. Tariq Raheem ?

پروفیسر خورشید احمد : وہ بھی غائب ہو گئے۔ نظر تو آئے تھے۔

جناب چیئرمین : اعتزاز صاحب ذرا طارق رحیم صاحب کو بلالیں۔

Because this is his answer.r, So, we will ask him if he can make efforts to ensure that the answers are received in the House in time, if you can kindly call him. In the meantime we will go to the next question - question No. 40, Akhunzada Behrawar Saeed. Yes, Mr. Salim Saifullah.

جناب سلیم سیف اللہ خاں : میں جناب یہ گذارش کرنا چاہتا ہوں کہ سی ڈی اے کے متعلق آگے میرا بھی ایک سوال ہے پروفیسر صاحب نے پہلے بھی چند سوالات کیے یہ ہمیشہ جو ذرا sensitive سوالات ہوتے ہیں جن میں کوئی ایسی انفارمیشن نکلے گی جس سے ہو سکتا ہے حکومت وقت کی بدنامی ہو تو کہتے ہیں کہ جی معلومات compile کریں گے تو گذارش یہ ہے کہ ایسے سوالات کا بھی یہ جواب دیں، تاکہ عوام کو معلوم ہو کہ بھی کس قسم کی حرکتیں ہو رہی ہیں۔

Mr. Chairman: No, you can always repeat your questions.

وہ تو بات نہیں ہے لیکن

I think there is some problem in the functioning of the departments because I think thirteen days notice is sufficient notice unless of course, it is a question like the one referred to by Mr. Piracha where you have to get information from all over Pakistan. There it is understandable but here it is not understandable and therefore, I think effort should be made....

قاضی عبداللطیف : جناب والا! گذارش یہ ہے کہ آج کے سوالات میں آپ دیکھیں گے کہ جو زبانی جوابات دینے ہیں۔ طارق رحیم صاحب سے چھ سوال کیے گئے ہیں۔ چھ میں سے صرف ایک

[Qazi Abdul Latif]

سوال کا جواب آیا ہے۔ بقیہ سب کے لیے لکھ دیا گیا ہے کہ معلومات اکٹھی کی جا رہی ہیں اس کا معنی یہ ہے کہ وہ دیدہ ودانستہ ہی ایسا کر رہے ہیں۔ اور اس کام میں دل چسپی نہیں لے رہے ہیں اِن کو تنبیہ کر دی جائے کہ یہ کیا ہو رہا ہے۔ اس سے پہلے بھی ایسا ہوا ہے جو بھی اِن کے سوالات ہوتے ہیں، کہتے ہیں، معلومات اکٹھی کی جا رہی ہیں یہ نہیں بتلایا جاتا کہ معلومات اکٹھی کر کے کب ہمیں جواب دے دیں گے۔

جناب چیئرمین: یہ طارق صاحب آئیں گے تو اِن سے بات کریں گے

Secretary Sahib, do these questions lapse if the session is prorogued ?

Mr. Aziz Ahmed Qureshi (Secretary Senate): Yes.

Mr. Chairman: So, I direct that these questions to which answers have not been given will not lapse and they will be taken up in the next session also.

EXPENDITURES ON THE SEMINAR HELD IN RESPECT EX. P.M. MR. Z. A. BHUTTO

40. ***Akhunzada Behrawar Saeed :** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state :

(a) whether the international seminar on the legacy of Prime Minister Bhutto held during April, 1989 was official : and if so; and

(b) the total expenditure incurred thereon ?

Mr. Ihsanul Haq Piracha : The Seminar was not official.

جناب چیئرمین: ضمنی سوال؟

Akhunzada Behrawar Saeed: Sir, who provided the funds ?

Mr. Ihsanul Haq Piracha: Well, that I don't know who provided these funds.

Akhunzada Behrawar Saeed: How much expenditure was incurred ?

جناب چیئرمین : وہ کہہ رہے ہیں ہمارا اِس سے تعلق نہیں ہے۔

Mr. Ihsanul Haq Piracha: It was not a government function. It was organized privately. How do I know how much funds were spent ?

یہ پارٹی کا فنکشن تھا۔ پارٹی نے خرچ کیا اِس سوال کا جواب مجھ سے کیسے متعلقہ ہوگیا۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب والا! بیگم صاحب نے preside کیا اِن کی والدہ نے preside کیا۔ یہ کیسے ہو سکتا ہے کہ آپ جیسے عقلمند آدمی کو پتہ نہ ہو۔ جواب دیجیے۔ کیوں؟

Mr. Chairman: Please no cross talk, Behrawar Saeed please address the Chair. Dr. Sahib please sit down, you are not answering the question.

جناب احسان الحق پراچہ : میں حیران ہوں کہ آپ جیسے عقلمند نے یہ سوال کیسے کیا۔

Mr. Chairman: Please address the Chair.

آپ کی بات سمجھ آگئی ہے آپ نے کہا privately arrangement ہے گورنمنٹ کا اِس سے تعلق نہیں ہے۔ لہذا آپ فگرز نہیں دے سکتے۔

جناب احسان الحق پراچہ : میرے پاس ہیں ہی نہیں۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید : منسٹر جو گئے اِن کا خرچہ کس نے دیا؟

جناب چیئرمین : نیکسٹ کوئسچن۔ نمبر ۴۱۔ بہرہ ور سعید صاحب

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب، جواب پورا نہیں ہے۔

جناب چیئرمین : جی جناب جاوید جبار پوائنٹ آف آرڈر پر ہیں۔

Mr. Javed Jabbar: This answer already partly answers question No. 85 which you had pointed out to earlier in the day. Question No. 85 also pertains partially to Question No. 41.

Mr. Chairman: But there is a different kind of information brought in that.

Akhunzada Behrawar Saeed: Sir, let him read the answer.

Mr. Chairman: It is a different question.

Akhunzada Behrawar Saeed: If he does not read then I will help him.

جناب چیئرمین : اس پر ضمنی سوال پوچھنا چاہتے ہیں؟

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب یہ اس کو پڑھیں تو سہی - پورا جواب نہیں دیا گیا۔

جناب چیئرمین : ڈاکٹر صاحب اس کا جواب پڑھ دیں۔

NUMBER OF MINISTERS/STATE MINISTERS/ADVISORS SPECIAL ASSTT./OSD's

41. ***Akhunzada Behrawar Saeed:** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

(a) how many Minister, Ministers of State, Advisors, Special Assistants and OSD's have so far been appointed by the Federal Government; and

(b) how much expenditure is being incurred on all these appointees every month?

Khawaja Ahmed Tariq Raheem: (a) 21 Federal Ministers, 22 Ministers of State, 5 Advisers to the Prime Minister and 4 Special Assistants to the Prime Minister with the rank and status of Federal Ministers and an OSD for Cabinet Affairs with the rank and status of a Minister of State have been appointed by the Federal Government. Information with regard to Advisers, Special Assistants and OSDs attached to various Ministries Divisions is being collected and will be laid on the table of the House.

(b) Details of expenditure are being collected from Ministries/Divisions and will be laid on the table of the House.

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جناب والا کب کس تاریخ کو یہ معلومات فراہم کر دی جائیں گی؟

ڈاکٹر شیر افگن خاں نیازی : جب یہ تیار ہو جائیں گی انشاءاللہ پہنچ جائیں گی۔

جناب چیئرمین : آپ کوئی اندازہ بتا سکیں گے کہ ایک ہفتہ، دو ہفتے۔

ڈاکٹر شیر افگن خاں نیازی : جناب کب کے ساتھ جب آتا ہے، انہوں نے فرمایا ہے کہ کب تو میں نے کہا ہے کہ جب تیار ہو جائیں گی۔

جناب چیئرمین : سنجیدگی سے آپ کوئی اندازہ بتا سکتے ہیں کہ کتنے عرصے میں یہ انفارمیشن آ جائے گی۔

ڈاکٹر شیر افگن خاں نیازی : جناب میں یہ اندازہ نہیں بتلا سکتا۔

Mr. Chairman: Will you kindly find out and let the House know کہ کب تک یہ انفارمیشن آ جائے گی۔ I will be grateful

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا ۔

جناب سلیم سیف اللہ خان ۔ میں صرف وزیر موصوف سے یہ ہی پوچھنا چاہوں گا پیپلز پارٹی کی حکومت کے ۱۷۵ دن ہوئے ہیں اور کیا یہ بھی درست ہے کہ ان ۱۷۵ دنوں میں آپ نے ۱۷۵ فیڈرل منسٹرز، منسٹرز آف سٹیٹ، ایڈوائزرز، سپیشل اسسٹنٹس، او ایس ڈیز ایڈوائزرز ٹو منسٹریز او ایس ڈیز ٹو منسٹریز کی تقرریاں کی ہیں جس کا مطلب ہے کہ ایک نئی دن پڑتا ہے کیونکہ آج بھی کوئی عزیز صاحب مقرر ہوئے ہیں خزانے کے ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ جناب والا اگر بھرتی کے لیے یہ بھی حکم دیں تو، تو میں سفارش کرنے کے لیے تیار ہوں اور یہ لے لیے جائیں گے ۱۷۶ واں دن کل آ رہا ہے ۔

جناب سلیم سیف اللہ خان ۔ مجھے آپ کی آفر منظور ہے کل آپ مجھے بلا لیجئے ۔

جناب چیئرمین ۔ حسن اے شیخ صاحب ۔

جناب حسن اے شیخ ۔ ڈاکٹر صاحب کی سفارش کس نے کی تھی جب وہ منسٹر بنے ۔ آپ جواب دینا چاہتے ہیں تو دے دیں ۔

Mr. Chairman: Dr. Sahib, you don't have to respond to that as it is not a supplementary arising but of this question.

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ یہ میرے بڑے بھائی ہیں میں ان کو بتلا دیتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے مہربانی کی ہے اور موجودہ حکومت نے وزارت دی ہے ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید ۔ جناب جو انفارمیشن میں نے اس سوال کے حصہ (ب) میں پوچھی ہے اس کا جواب یہ کب تک دیں گے کیونکہ اگر زیادہ دیر لگے گی تو شاید یہ یہاں نہ ہوں ۔

جناب چیئرمین ۔ طارق رحیم صاحب کو آ لینے دیں ۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید ۔ ان کو اگر نہیں پتہ اور یہ گنتی نہیں بتاتے تو انہیں اپوائنٹ کیوں کرتے ہیں ۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی ۔ جناب چیئرمین ! انشاء اللہ دیر نہیں ہوگی اور انشاء اللہ ہم بھی رہیں گے اور بہت جلد جواب آ جائے گا میں نے پہلے بھی عرض کر دیا ہے ۔

جناب چیئرمین ۔ شکریہ جی، اگلا سوال ۴۴ محسن صدیقی ۔

IMPORT & EXPORT OF FOOD GRAINS

44. ***Mr. Muhammad Mosin Siddiqui:** Will the Minister for Commerce be lcased to state:

(a) the quantities of the various categories of foodgrains imported and xported alongwith their rates and the names of the countries during the current

[Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui]

fiscal year : and

(b) the steps taken to improve production of these foodgrains in the country ?

Syed Faisal Saleh Hayat : (a) Amongst the foodgrains comprising of wheat, maize, barley, jawar and bajra only wheat was imported during the current fiscal year detailed as under :—

1. Import	1988-89 M/Tons	(July—Feb) Value Rs. M.
(*i*) Wheat unmilled	1,225,014	3839.70

However the following quatities of pulses and beans which constitute essential items of food were also imported :—

(*ii*) Beans, Dry whole	14,408	116.71
(*iii*) Grams, Dry whole	20,843	162.61
(*iv*) Lentiles dry whole	4,007	26.28
(*v*) Lentiles split	41,087	296.50
(*vi*) Mash, Dry whole	18,621	137.46
(*vii*) Moong, Dry whole	12,866	105.89
(*viii*) Moong split or washed	1,520	12.63
(*ix*) Peas, Dry whole	55,820	444.43

As regards exports of foodgrains only rice was exported detailed as under :—

2. Exports	1988-89 (July—March)	
	M/tons	Value (Rs. M).
Rice	462,047	175.20

Country-wise import of various foodgrains *i.e.* wheat are given at Annexure-I. The import of other food items like pulses are at Annexure-II. Country-wise export of rice are given at Annexure-III.

(b) The following steps have been taken to improve the production of the foodgrains :—

(i) A Co-ordinated Research Programme for evolving high yielding and disease resistant varieties is being intensively implemented in collaboration with the provincial governments.

(ii) Package of modern production technology based on cultural and agronomical practices already developed is being regularly transferred to the farmers.

(iii) Quality seed procurement and multiplication of major crops has been expanded by the provincial seed corporation/Agriculture Departments.

(iv) Supply of certified seed in respect major crops has been assured.

(v) Availability of fertilizer of appropriate blends at farmers door steps has been assured.

(vi) Water use efficiency has been expanded by implementing "On Farm Water Management Programme."

Annexure-I

COUNTRY-WISE IMPORT DATA OF FOOD-GRAINS I.E WHEAT

Value : Rs. Million

Unit : M/Tons.

S. No.	Items	Countries	Quantity	Value
1.	Wheat un-milled ..	Total	1,225,014	3839.70
		U.S.A.	1,086,236	3453.02
		France	63,077	203.11
		Canada	39,199	75.86
		Colombia	32,502	95.70
		Others	4,000	12.01

Annexure II

COUNTRY-WISE IMPORT DATA OF FOOD ITEMS I.E. PULSES/BEANS

Value : Rs. Million

Unit : M.T.

S. No.	Items	Countries	1988-89 (July—Feb.) Qty.	Value
1	2	3	4	5
1.	Beans Dry (Whole) ..	Total	14,408	116.71
		China	5,214	41.69
		Thailand	7,488	61.73
		Burma	22	0.17
		Singapore	582	4.00
		Switzerland	300	2.39
		Others	802	6.73
2.	Grams Dry (Whole) ..	Total	20,843	162.61
		Australia	11,202	91.93
		Turkey	8,192	58,78
		Dubai	140	1.13
		Malawi	130	1.02
		Others	1,179	9.75
3.	Lentil Dry (Whole) ...	Total	4,007	26.28
		Turkey	3,490	23.66
		China	474	2.36
		Others	43	0.26
4.	Lentiles (Split) ..	Total	41,087	296.56
		Turkey	27,544	187.57
		China	160	0.78
		Syria	11,747	91.13
		Others	1,636	17.08

5. Mash Dry (Whole) ..	Total	18,621	137.46
	Afghanistan	1,372	5.11
	Burma	4.050	31.40
	Thailand	9,587	73.58
	Turkey	60	0.46
	China	274	1.94
	Indonesia	1.250	9.82
	Others	2.028	15.15
6. Moong Dry (Whole) ...	Total	12,866	105.89
	Thailand	6.905	56.67
	Burma	25	0.19
	China	372	3.12
	Kenya	—	—
	Vitenam	1,924	16.35
	Hong Kong	2.600	21.26
	Indonesia	327	2.79
	Japan	159	1.03
	Others	554	4.48
7. Moong (Split or Washed.)	Total	1,520	12.63
	Hong Kong	599	4.94
	U.K.	--	—
	Indonesia	200	1.72
	Thailand	647	5.37
	Others	74	0.60
8. Peas Dry (Whole)	Total	55,820	444.13
	Turkey	20,132	163.00
	Syria	410	2.94
	Iran	—	—
	Netherland	36	0.50
	Thailand	324	2.60
	Switzerland	258	1.80
	China	92	0.70
	Canada	791	7.28
	Tanzania	1,087	8.84

	U.S.A.	1,046	6.39
	Australia	28,946	230.50
	Others	2,696	19.58
9. Vegetables Lequminons Dried N.S. ..	Total	4,560	35.74
	Burma	1,115	9.10
	Thailand	3,050	23.14
	Afghanistan	4	0.01
	Singapore	10	0.79
	China	200	1.34
	Srilanka	—	—
	Others	181	1.36

Annex III

EXPORT OF RICE

Qty : in M. tons
Value : in Million $

1988-89 (July—March)

Country	Basmati Qty.	Basmati Value	Others Qty.	Others Value	Total Qty.	Total Value
Iran ..	—	—	158	0.03	158	0.03
Turkey ..	—	—	25,431	5.83	25,431	5.83
Abu Dhabi ..	11,854	8.41	—	—	11,854	8.41
Dubai ..	62,529	44.39	1,316	0.25	63,845	44.64
Kuwait ..	11,799	8.10	—	—	11,799	8.10
Saudi Arabia.	34,346	23.84	—	—	34,346	23.84
Ivory Cost	—	—	17,849	3.58	17,849	3.58
Senegal ..	3,664	0.73	56,200	11.02	59,864	11.75
Sri Lanka ..	4,075	1.12	44,423	11.97	48,498	13.09
Bangladesh ..	1	—	20,120	4.79	20,121	4.79
Malagacy ..	—	—	24,663	4.24	24,663	4.24
Matrius ..	1,217	0.88	24,296	5.55	25,513	6.43
Mauritania ..	—	—	39,704	8.62	39,704	8.62
Qatar ..	17,192	11.97	—	—	17,192	11.97
Others ..	9,066	7.22	52,144	12.62	61,210	19.84
Total ..	155,743	106.66	306,304	68.50	462,047	175.20

Mr. Chairman: Supplementary questions.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Yes. I would like that this may be taken as read because it has such a big answer that I have to go through it. I tried to skip over but I could not go through it.

Mr. Chairman: Minister Sahib is also not present. So, we will defer it.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: No, Sir. I am ready for it.

Mr. Chairman: No. Mr. Mohsin is saying that he is not ready for it.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: If he is not ready then it may be taken as read.

Mr. Chairman: Answer has been taken as read. The question is deferred for supplementary questions.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Under which rule, Sir ?

Mr. Chairman: Dr. Sahib, you tell me which rule prohibits me from deferring a question ?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: If the question is taken as read as it has not been formed.

Mr. Chairman: It is not so. The answer has been taken as read. The supplementary questions are being deferred. You please tell me which rule prohibits me from doing that ?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Sir, once it has come to the House ....

(interruption)

Mr. Chairman: Please Dr. Sahib refer to the rule which says that I cannot do that.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: No, Sir. I may request as you are the Chairman, you may refer it that under which rule you are deferring it ?

Mr. Chairman: I have all the powers to issue directions in an matter which is not in the rules.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Under the residuary powers. Not a particular rule, Sir.

Mr. Chairman: Yes. Yes. I have all the powers. Residuary power is also a power. You (Dr. Sahib) tell me the rule which prohibits me ?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: That is the thing.

جناب چیئرمین : ڈاکٹر صاحب جب آپ بات کرتے ہیں تو رول کا حوالہ دیا کریں۔

جناب محمد محسن صدیقی : ڈاکٹر صاحب کو رولز کمیٹی میں بھیج دیا جائے ان کو ٹریننگ دے دی جائے۔

Mr. Chairman: Dr. Sahib, now listen. I would like to quote to you Rule 53(3) which says:

> "If, on a question being called, it is not put or the member in whose name it stands is absent, the Chairman may, at the request of any other member, direct that the answer to it be given".

Then there is a residuary power, which says that

جہاں کوئی specific بات نہیں ہے اب specific بات نہیں ہے کہ اگر کوئی ممبر

یہ کہتا ہے کہ جی میں ضمنی سوال اس لیے نہیں پوچھنا چاہتا ہے کہ میں تیار نہیں ہوں

there is no specific rule on it. So, residuary power gives me the right to defer it and this has been the tradition that we have followed not for one year but for years.

Now you please tell me when you make a request like this you should at least support it by reference of some rule.

ڈاکٹر شیر افگن خاں نیازی : تو جناب میں بھی اسی میں وہی عرض کر رہا تھا کہ یہ روایت تو میں نے دیکھی ہے کہ اگر ایک سوال آتا ہے اور اس کے لیے وزیر تیار نہیں ہوتا۔

or a responsible member who has to reply.

If he requests the Chair کہ میں تیار نہیں ہوں یہ میں نے آج دیکھا ہے

The person who has put the question if he is not ready to ask supplementary questions.

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman, this is unusual.

Mr. Chairman: What is unusual, Mr. Javed Jabbar ?

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman, normally I do not recall any instance where supplementary questions have been deferred.

Mr. Chairman: No. Mr. Javed Jabbar that is not the question. The question is do I have the power to defer it or not ?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Definitely.

Mr. Chairman: So, I have the power to defer the question and I have done it. So, please sit down. Yes, please Prof. Khurshid Sahib.

پروفیسر خورشید احمد: میں یہ عرض کرنا چاہتا تھا کہ پچھلے چیئرمین جناب غلام اسحاق خاں صاحب نے خود میرے سوال کے بارے میں جو۔ جواب آیا تھا اور جواب بہت بڑا تھا اور سٹیٹکس بہت زیادہ تھیں تو یہ بات کہی تھی کہ چونکہ اتنا وقت نہیں ہوتا اور ہم ممبرز کو پہلے سے جواب فراہم نہیں کرتے ہیں اس لیے انہیں اس بات کا حق ہے کہ وہ پڑھ کر کے ضمنی سوال کر سکیں تو یہ ہمارے ایوان کی روایت ہے۔

جناب چیئرمین: اگلا سوال نمبر ۴۵ میاں عالم علی لالیکا صاحب۔

Recovery of ADBP Loans

45. ***Mian Alam Ali Laleka :** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state whether it is a fact that the Revenue agencies in Tehsil Debalpur, District Okara, are not efficiently and actively cooperating with the ADBP for the recovery of its loans ?

Mr. Ihsanul Haq Piracha : No. It is not a fact. The Revenue agencies in Tehsil Debalpur are cooperating with ADBP.

Mr. Chairman: Supplementary questions. (Pause) No supplementaries.

اگلا سوال جناب شاد محمد خاں صاحب۔

Disparity in pension cases

46. ***Mr. Shad Mohammad Khan :** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state :

(a) whether it is a fact that there is a disparity in the rate of pensions of those government servants who retired from the same post on 1st June, 1986 and before ; and

(b) whether it is also a fact that in July, 1988 the Wafaqi Mohtasib had ordered to remove this disparity if so, the steps the government has taken to remove this disparity in the light of the above said decision ?

Mr. Ihsanul Haq Piracha : (a) No.

(b) No.

(c) Not applicable.

Mr. Chairman : Supplementary questions ?

جناب شاد محمد خاں: جناب، جہاں تک میری معلومات کا تعلق ہے۔ وفاقی محتسب نے یہ واضح فیصلہ کیا ہے۔ کہ جولائی ۱۹۸۷ اور اس کے بعد کی پنشن میں بڑا فرق ہے۔ کیا حکومت اس فرق کو دور کرنے کے لیے تیار ہے اور کب تک یہ فرق دور کر دے گی؟

جناب احسان الحق پراچہ: جناب چیئرمین! فاضل رکن نے جو تاریخ دی ہے یکم جون ۱۹۸۶ کو وفاقی محتسب نے حکم دیا ہے تو میں نے جواب نفی میں دیا ہے اور (ب) کا جواب بھی نفی میں ہے (ج) کا اطلاق ہی نہیں ہوتا در اصل فاضل رکن سوال میں درست تاریخ کا تعین نہیں کر سکے اگر کسی دوسرے سوال میں درست تاریخوں کا تعین کریں تو میں جواب دے سکتا ہوں۔

جناب شاد محمد خاں: جناب والا! میں یکم جون ۱۹۸۶ اور اس کے بعد کے متعلق کہہ دوں اور وفاقی محتسب کے فیصلے کا حوالہ دوں تو جناب والا! کیا آپ اس پر عمل کریں گے۔

جناب احسان الحق پراچہ: جناب اس کے بعد کے اعداد و شمار اس وقت میرے پاس نہیں ہیں۔ میں نہیں بتا سکتا کہ کتنا impact پڑے گا یا نہیں پڑے گا، حکومت کرے گی یا نہیں کرے گی اس کے متعلق میرے پاس حکومت کا بریف نہیں ہے کیونکہ اس وقت مجھے یہ بھی پتہ نہیں ہے کہ total impact کیا پڑے گا اس لیے اگر تازہ سوال کریں تو میں جواب دے دوں گا۔

جناب شاد محمد خاں: کیا وزیر موصوف ہمدردانہ غور کا وعدہ کرتے ہیں کہ ان لوگوں سے ہمدردی کریں گے۔

جناب احسان الحق پراچہ: ہاں جی ہم تو پہلے ہی غور کر رہے ہیں البتہ جو کچھ فاضل رکن نے فرمایا ہے ان کے حکم کی تعمیل کریں گے۔

جناب چیئرمین: شکریہ اگلا سوال، اس سوال کی تو انفارمیشن نہیں آئی۔

ڈاکٹر بشارت الہٰی: سوال پڑھیں اور اس کا جواب دیکھیں، انہوں نے یہ نہیں پوچھا کہ کتنے ہوٹلز ہیں تو کس چیز کی انفارمیشن اکٹھی ہو رہی ہے۔

"Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state whether it is a fact that some hotels restaurants are being run in residential areas in Islamabad, if so, the steps taken by the government to prohibit the same ?

کس چیز کی معلومات اکٹھی کی جا رہی ہیں۔

Mr. Chairman: Anyhow I do hope Mr. Tariq Raheem will be here. We will request him and see what is the problem ? (The Question was deferred)

Next question No. 49-A Mr. Sartaj Aziz.

Establishment Of Private Investment Finance Bank

49A. ***Mr. Sartaj Aziz :** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state :

(a) whether the Government has recently given sanctions for setting up Investment Finance Banks in the private sector : if so, what are the names of the parties and their partners to whom these sanctions have been issued ;

(b) the criteria for the grant of permission to establish an Investment Finance Bank in the private sector : and

(c) the status of the sanction which the previous government issued in May, 1988 and November, 1988 to six parties for setting up private Investment Finance Banks ?

Mr. Ihsanul Haq Piracha : (a) Yes, sanction has recently been given to six parties for setting up Investment Finance Banks in the private sector. The names of the parties and sponsors|directors are given below :--

Name	Sponsors/Directors.
Crescent Masraf (Investment Finance Bank) Limited.	1. Mr. Mohammad Rafi.
	2. Mr. Tariq Shafi.
	3. Mr. Khalid Bashir.
	4. Mr. Altaf M. Saleem.
	5. Mr. Muhammad Aslam.
	6. Syed Ghulam Abbas Abidi.
	7. Mr. Nessar Ahmed.

Name.	Sponsors/Directors.
Investment Trust Company (Investment Finance Bank) Limited (Proposed).	1. Ch. Umar Draz Khan.
	2. Mr. Khalid S. Khan.
	3. Mr. Nisar Akbar Khan.
	4. Lt. Col. (Retd.) Ch. Muhammad Anwar Khan.
	5. Mr. Iqbal Akbar Khan.
	6. Mr. Saeed Akbar Khan.
	7. Dr. Khalid Mahmood Khan.
	8. Mr. Nisar Jang Khan.
Ryan Agencies.	1. Khawaja Mohammad Jaweed.
	2. Khawaja Mohammad Kaleem.
	3. Mr. Mohammad Abdullah.
	4. Mr. Abdul Shakoor.
	5. Mian Mohammad Mansha.
	6. Mrs. Naz Mansha.
	7. Mr. Mohammad Asif Saigal.
	8. Mr. Tariq Sayeed Saigal.
	9. Mr. Jahangir Siddiqui.
	10. Mr. Abid Hussain Zuberi.
REDCO Qatar Islamic Investment Finance Company Ltd.	1. Mr. Saifur Rehman Khan.
	2. Mr. Mubashir A. Akhtar.
	3. Mr. Ahmed Ibrahim Al-Siddiqi (Qatari).
	4. Sheikh Abdul Rehman Bin Jasim Al-Thani (Qatari).
	5. Mr. Mohammad Hamad Al-Mana (Qatari).
	6. Mr. Mehmood Abu Er. Rubb (Qatari).
	7. Mr. Amanullah Khan.
	8. Mr. Mujeebur Rehman Khan.
	9. Mr. Shahid Ahmed Khan.
	10. Mr. Saleem Zulfiqar Khan.

Name	Sponsors/Directors
M/s. Pakistan Northern Investment Finance Company Limited.	1. Mr. Zakaria Ghani. 2. Mr. Abdul Wahab Ghani. 3. Mr. Idris Ghani. 4. Mr. Mohammad Omer Haji Ghani. 5. Mr. Yousaf Dada. 6. Mr. Abdul Rauf Diwan. 7. Mr. Siddiqui Budhani.
M/s. Trust Investment and Finance Ltd.	1. Mr. A. Razzak A. Aziz. 2. Mr. M. Yunus A. Aziz. 3. Mr. Bashir Ali Mohamad. 4. Mr. Arif Lakhany. 5. Mr. Ahmad Tabba. 6. Mr. A. Hamid Khan. 7. Mr. Tasveer A. Jamani.

(b) The criteria adopted for selection of companies which were granted ermission to commence business as Investment Finance Banks in the Private ector was as follows :—

(i) Majority shareholding should be in the hands of Pakistani nationals.

(ii) Foreign Capital should be at the minimum. In cases where foreign investment was proposed transfer of expertise and technology was to be ensured. Foreign investment was to be allowed on a non-repatriable basis.

(iii) Professional Management was to be ensured.

(iv) Only those applicants who have good previous track record were to be considered. In case of companies listed with the Stock Exchange it was to be seen that they had :

(a) been paying dividend regularly to the shareholders.

(b) been paying corporate tax.

(v) Applicants who had defaulted in payment of personal income tax or whose company may have defaulted in repayment of loans obtained from Development Financing Institutions (DFIs) Nationalized Commercial Banks (NCBs) were not to be granted permission.

i) Large Industrial Groups were to be given low priority to avoid concentration of economic power in few hands.

Government has invited fresh applications from the intending entre-s interested in setting up Investment Banks in private sector. The parties

to whom Investment Finance Banks were previously sanctioned have also been advised to apply afresh.

Mr. Sartaj Aziz: Supplementary. Mr. Chairman, would the honourable Minister be pleased to state whether any of these parties which are mentioned here are members of Parliament.

Mr. Ihsanul Haq Piracha: Will you please repeat the question.

Mr. Chairman: The question is whether any of the persons mentioned in the list of sponsors/directors, are members of Parliament or not ?

Mr. Ihsanul Haq Piracha: I do not think any of the directors are members of parliament as such because the list does not indicate that they are members of parliament.

Mr. Sartaj Aziz: Mr. Nisar Akbar Khan in the Investment Trust Company, is he a member of parliament or not ?

Mr. Ihsanul Haq Piracha: Mr. Nisar Akbar - he is an MNA.

لیکن میرے پاس اس میں information نہیں تھی۔

Mr. Nisar Akbar is an MNA.

Mr. Sartaj Aziz: You see the basic criteria, which is listed here, talks of all kinds of professional and other criteria. This issue has been with the Government since 1987 and a committee under the Governor, State Bank of Pakistan was set up to screen all the applicants, and then in June and November some sanctions were issued. Does the new criteria include some political criteria because a comparison of the previous applicants and this applicant clearly shows that the same professional criteria would also be equally applicable to the previous investment companies. So, it seems to be a more subjective rather than objective judgement involved here.

Mr. Ihsanul Haq Piracha: Well, the criteria fixed by the previous government, according to my own assessment, was a political criteria but now the criteria fixed by this Government does not contain any conditions or a political critera and all the applicants who have been awarded permission to set up investment banks they fall within the criteria fixed by the Government.

پروفیسر خورشید احمد: کیا محترم وزیر مملکت برائے خزانہ بتا سکیں گے کہ ان میں سے ہر ایک

کمپنی کی درخواست آپ کو کب ملی ہے اور فیصلہ آپ نے کتنے وقت کے بعد کیا ہے کتنا وقت درخواست کے ملنے اور فیصلہ کرنے میں لگایا ہے؟

جناب احسان الحق پراچہ: درخواستیں ہماری حکومت کے پاس پہلے بھی پڑی ہوئی تھیں۔

(مداخلت)

جناب احسان الحق پراچہ: ہاں وہ سابقہ حکومت نے درخواستیں مانگی ہوئی تھیں ہمارے آنے سے پہلے آپ کی حکومت کے پاس درخواستیں آئی ہوئی تھیں۔

Mr. Chairman: No cross-talk please. Address the Chair.

جناب احسان الحق پراچہ: میں بھی آپ کے ساتھ تھا۔

جناب محمد علی خان: میں چھوڑ کر چلے گئے۔

جناب احسان الحق پراچہ: چھوڑ کے چلا اس لیے گیا کہ آپ کو دیکھنا تھا کہ آپ اندر سے کیا ہیں۔ تو جناب درخواستیں حکومت کے پاس پہلے بھی پڑی تھیں اور ۱۵ اپریل کو منسٹری فنانس نے دوبارہ درخواستیں بھی مانگیں اور ابھی ۳۱ جولائی تک ہم نے تاریخ مزید بڑھا دی ہے تاکہ مزید موقع مل سکے۔ جو درخواستیں ہمارے پاس پڑی تھیں اور جو موصول ہوئیں تھیں ان سب کو اجازت دے دی گئی لیکن اس وقت جو سوال ہے کہ کب موصول ہوئیں اور کب پرمیشن ملی وہ میرے پاس تفصیل نہیں ہے دوبارہ سوال کرلیں میں تفصیل ہاؤس میں پیش کر دوں گا۔

Dr. Mahbubul Haq: With great respect, Mr. Chairman, I would like to ask the honourable Minister of State for Finance that 43 applications were received in November, 1987, for these investment banks. The six which have been sanctioned now are they part of those original applications whose scrutiny had been done or are they new applications altogether, and if the original applications pending for two years have not been disposed of, what was the hurry in sanctioning new ones which were just invited.

جناب احسان الحق پراچہ: جناب جو پہلے سابق حکومت نے اجازت دی تھی اور letter of intent انھوں نے ایشو کیا تھا موجودہ حکومت نے ان کی جانچ پڑتال کر کے یہ فیصلہ کیا وہ درخواست دھندگان criteria کے مطابق fall نہیں کرتے تھے سابق حکومت نے جو سابقہ درخواستیں تھیں ان میں سے دو تین کو جنہیں حکومت نے مناسب سمجھا کہ وہ criteria

[Mr. Ihsanul Haq Piracha]

کے مطابق ہیں اور وہ شرائط پوری کرتے ہیں ان کو اجازت دے دی اور لوگوں کو موقع دینے کے لیئے جو سابق حکومت کے دور میں درخواستیں نہیں دے سکے ان کو بھی ہم نے موقع دیا کہ وہ درخواستیں دیں اور گورنمنٹ ان کی درخواستوں پر غور کر کے criteria کے مطابق ان کو اجازت دے گی ۔

Dr. Mahbubul Haq: Mr. Chairman, I would like to request the honourable Minister of State to enlighten us that of the six investment banks which had been sanctioned by the previous government which he categorically says were done on political grounds, what particular criteria or professional assessment they did not meet that their sanctions have been frozen ? What precisely criteria they failed to meet ?

جناب احسان الحق پراچہ: جناب چیئرمین! نجی شعبے میں انویسٹمنٹ فنانس کمپنیوں کو اجازت دینے کے لیے حکومت نے جو طریقہ کار مقرر کیا ہوا ہے اس کا جواب میں نے دے دیا ہے اور اس printed جواب میں طریقہ کار دیا ہوا ہے ڈاکٹر صاحب اس کا مطالعہ فرما لیں ۔

Dr. Mahbubul Haq: My question has not been answered. I say that those six whose sanctions were frozen now, it has been alleged that they did not meet the proper criteria. I just ask what particular criteria they failed to meet unless there is a political judgement made now.

Mr. Chairman: Well, he has given an answer. Whether you are satisfied or not is a different thing. Yes Mr. Sartaj Aziz.

Mr. Sartaj Aziz: Is the Minister ready to set up an independent Committee or Commission of say - Chairman, Banking Council, Governor, State Bank and Chairman, Corporate Law Authority to evaluate the application of this criteria to the previous six parties and these six parties and make a submission to the Government that in the opinion of an independent inquiry how they come out under this criteria.

جناب احسان الحق پراچہ: جناب چیئرمین! میں سمجھتا ہوں کہ وزارت خزانہ اس اہل ہے کہ وہ کرائیٹیریا یا درخواست کو خود evaluate کر سکتی ہے لہذا کسی آؤٹ سائیڈ ایجنسی کو مقرر کرنے کی ضرورت محسوس نہیں کرتی ۔

جناب سرتاج عزیز : میں تو فنانس کی ایجنسی recommend کر رہا ہوں out-side تو نہیں کر رہا۔

جناب چیئرمین : نہیں وہ کہہ رہے ہیں کہ I am not going to consider it.

جناب احسان الحق پراچہ : اسی طرح سابقہ حکومت میں بھی فنانس منسٹری ہی نے کرائٹیریا فکس کیا اور انھوں نے letter of Intent دیئے ۔ جناب والا! میں سمجھتا ہوں کہ فنانس منسٹری اس اہل ہے کہ criteria fix کر سکے اور درخواستوں کی جانچ پڑتال کر سکے۔ میں کسی آؤٹ سائیڈ ایجنسی کی ضرورت محسوس نہیں کرتا۔

پروفیسر خورشید احمد : جناب چیئرمین! ایک بنیادی سوال یہ ہے کہ ہم مانتے ہیں کہ وزارت خزانہ پہلے بھی اہل تھی اور اب بھی ہے لیکن اصول یہ ہے کہ اگر پہلے کوئی اجازت دی گئی ہے۔ اور اب آپ یہ بتاتے ہیں کہ وہ criteria پورا نہیں کرتی تو یہ سارا دیکھنا پڑیگا یہ ہمیشہ اصول ہے کہ جب ایک فیصلہ ہو جاتا ہے۔ اس کو تبدیل کرتے ہیں تو justify کرنا پڑتا ہے تو سوال دراصل یہ ہے کہ تبدیلی جو ہوئی ہے آیا یہ فی الحقیقت objective criteria کی وجہ سے ہوئی ہے یا سیاسی بنیاد پر ہوئی ہے اور یہ ایوان کا حق ہے کہ اسے یہ بات بتائی جائے اگر آپ یہاں نہیں بتانا چاہتے تو فنانس کمیٹی کے سامنے آ جائیے وہاں بتا دیجیے لیکن بہر حال یہ بات سامنے آنی چاہیے تبدیلی کیوں کی گئی اور criteria وہ کیوں نہیں کرتے تھے اگر آپ ثابت کر دیں ہاں اس criteria پر پورے نہیں اترتے تھے تو آپ کا بالکل حق ہے لیکن یہ بات ثابت ہونی چاہیے اور یہ اصول ہے جب ایک کام کر دیا جاتا ہے تو چینج آپ اگر کریں گے تو justify کرنا پڑتا ہے۔

جناب احسان الحق پراچہ : جناب چیئرمین اگر کسی پلیٹ فارم پر کسی کمیٹی میں کسی موقع پر کسی فورم پر حکومت کو وضاحت کرنی پڑی تو انشاءاللہ تعالیٰ کریں گے اور تسلی کریں گے۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال، پروفیسر خورشید احمد۔

سید فصیح اقبال : جناب چیئرمین! میں پچھلے سوال کے حوالے سے ہی ایک ضمنی سوال پوچھنا چاہتا ہوں۔

جناب چیئرمین : اب ٹائم نہیں رہا۔

سید فصیح اقبال : جناب والا! یہ آخری ضمنی سوال ہوگا، بلوچستان کے حوالے سے پوچھنا چاہتا ہوں

جناب احسان الحق پراچہ : جناب ان کو پوچھنے دیجیے ، میں جواب دے دوں گا۔

جناب چیئرمین : اگر بلوچستان کے حوالے سے ہے تو پوچھ لیجیے۔

سید فصیح اقبال : میں وزیر خزانہ سے پوچھنا چاہتا ہوں : انھوں نے فرمایا تھا کہ جب درخواستیں مانگی جائیں گی تو چھوٹے صوبوں کا بھی خیال رکھا جائے گا۔ چونکہ ہمارے بلوچستان ، فرنٹیئر ، کافی پسماندہ علاقے ہیں ، مالیاتی اداروں کا زیادہ تر مرکز کراچی میں رہتا ہے اس سلسلے میں کہا گیا تھا۔ کہ حکومت چھوٹے صوبوں کے جو لوگ درخواستیں دیں گے ان کو ترجیح دے گی۔ آیا اس کے بارے میں خیال رکھا گیا ہے یا صرف سفارشی بنیادوں پر فیصلے کیے جا رہے ہیں یا under hand practices کے تحت چھ انوسٹمنٹ کمپنیوں کو اجازت دے دی گئی تھی۔ اور بلوچستان کو پھر نظر انداز کیا گیا ہے۔

جناب احسان الحق پراچہ : میں فاضل رکن کو یقین دلاتا ہوں کہ چھوٹے صوبوں کو مالیاتی بنکوں کی اجازت میں نظر انداز نہیں کیا جائے گا۔

سید فصیح اقبال : آپ نے تو اجازت دے دی ہے۔

جناب احسان الحق پراچہ : میں عرض کرتا ہوں کہ ہم نے مزید درخواستوں کے لیے ۳۱ جولائی تاریخ بڑھا دی ہے۔ ہم مزید permission دیں گے اور انشاءاللہ چھوٹے صوبوں کو نظر انداز نہیں کریں گے۔

جناب چیئرمین : اگلا سوال ، پروفیسر خورشید احمد صاحب۔

پروفیسر خورشید احمد : جواب تو اس کا بھی نہیں ہے یہی کہا گیا ہے کہ معلومات جمع کی جا رہی ہیں۔ یہ تو ایک عادت بن گئی ہے۔

جناب چیئرمین : ڈاکٹر شیر افگن صاحب ، آپ اس کا نوٹس لے رہے ہیں کہ بہت سارے سوالات کے جوابات نہیں آ رہے ہیں۔

I will be grateful if you can look into this.

I think we come to the end of the Question Hour.

اخونزادہ بہرہ ور سعید : جن سوالات کے جوابات نہیں آئے ، ان کے بارے میں ڈاکٹر صاحب کسی تاریخ کے مقرر کیے جانے کے بارے میں بتا سکیں گے۔

جناب چیرمین ، جی وہ مد بعد آئیں گے۔

اخونزادہ بہرہ ور سعید ، طارق رحیم صاحب تو اِس لیے کھسک گئے ہیں کہ وہ جواب نہیں دے سکتے۔

Mr. Chairman: The office will fix the questions in accordance with their routine whatever that is. The rest of the questions will be taken as read and will form part of the record.

Helicopters At The Disposal Of President And P.M.

8. ***Prof. Khurshid Ahmed:** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

(a) the type and the cost of aero-planes helicopters at the disposal of the President and Prime Minister respectively;

(b) the amount spent annually on them on renovation, interior decoration and repair separately in each case; and

(c) the running cost of these planes helicopters since 2nd December, 1988?

Khawaja Ahmed Tariq Raheem: The information is being collected from concerned quarters and will be laid on the Table of the House.

Break Down Of Gaddani Ship-Breaking Yard

13. ***Mr. Abdul Hameed Baluch:** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state the causes of the breakdown of the Gaddani Ship-breaking Yard and the steps the Government has taken to rehabilitate this industry?

Mr. Ihsanul Haq Piracha: Ship breaking activity has been reduced at Gaddani Ship-breaking Yard because the prices of ships imported for scrapping have increased from US $ 130 per metric ton in May, 1988 to US $ 230 per metric ton in May, 1989. In order to reactivate the ship breaking industry various policy options are under the active consideration of the Government.

SPECIAL SECRETARIAT FOR BEGUM NUSRAT BHUTTO

74. ***Prof. Khurshid Ahmed:** Will the Minister Incharge of the Cabinet Division be pleased to state:

(a) whether it is correct that a special secretariat is being established for Begum Nusrat Bhutto, Senior Minister;

(b) what space has been provided to her for office and residential purposes and what other facilities have been given to her as the Senior Minister; and

(c) what are the total monetary cost of these arrangements?

The question hour being over the remaining questions and answers were placed on the Table of the House.

Khawaja Ahmed Tariq Raheem : (a) No.

(b) No additional space has been provided to Senior Minister for office and residential purposes as her office is located within the premises of the Prime Minister's Secretariat and she is residing in the Prime Minister's House.

(c) An amount of Rs. 500,000 per year has been provided by the Finance Division to meet the expenditure on Pay, Allowances and other expenditure of the office of the Senior Minister during the current financial year.

Whereas a Federal Minister is allowed personal staff including Assistants, Clerks etc., the Senior Minister has taken only a Private Secretary and no other personal Staff. However since she is without Portfolio, she has been provided with the services of a Joint Secretary to handle her official correspondence in the absence of a support of any Ministry.

Actual expenditure for the current year on account of the salaries etc. of staff mentioned above is expected to be Rs. 45,000 approximately.

There has been no other expenditure.

"UNSTARRED QUESTIONS AND THEIR REPLIES"

OUTSTANDING LOANS

1. **Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui :** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state the amount of loans outstanding against the country on 31-12-1988, indicating also the names and outstanding amounts of each lending country and agency and the annual interest paid on the said loan separately in each case ?

Mr. Ihsanul Haq Piracha : Desired information has been placed on the table of the House.

STATEMENT SHOWING COUNTRY/AGENCY-WISE AMOUNT OF FOREIGN LOANS OUTSTANDING AS ON 31-12-88 AND INTEREST PAID THEREON.

(Amount $ Million)

Lending Country/Agency	Bebt out standing as on 31-12-88	Interest Payments 1987-88	Interest Payments 1-7-88 to 31-12-88

1	2	3	4
Consortium Including Outside Consortium Arrangements			
Belgium	24.2	0.4	0.6
Canada	492.3	0.6	0.4
France	395.9	15.4	9.0
Germany	1155.9	27.0	12.7
Italy	147.1	6.0	2.8
Japan	1983.2	59.3	32.4
Netherlands	201.2	5.4	2.9
Norway	2.5	—	—
U.K.	105.7	13.4	4.7
U.S.A.	2877.4	69.9	46.8
ADBP	1429.3	67.1	34.9

1	2	3	4
IBRD	1092.8	97.6	52.2
IDA (including EEC Spl Action Loans)	1867.1	17.1	8.4
IFC	58.7	6.0	2.4
IFAD	87.7	0.8	0.4
Sub-Total ..	11,926.0	386.0	210.6
II. Non Consortium			
Austria	1.3	—	—
Bulgaria	0.5	0.2	—
China	140.5	2.2	1.0
Czechoslovakia	1.8	0.1	—
Denmark	3.7	—	—
German D.R.	0.1	—	—
Hungry	—	—	—
Romania	73.6	1.8	0.8
Spain	0.5	—	—
Switzerland	35.6	0.9	0.7
USSR	269.5	5.7	0.3
Yugoslovia	0.7	—	—
Sub-Total ..	558.5	11.0	2.8
III. Islamic Countries			
Abu Dhabi	123.4	5.6	4.0
Iran	128.5	13.2	2.4
Kuwait	126.4	3.8	1.8
Libya..	43.0	0.5	0.2
Qatar..	5.7	—	—
Saudi Arabia	321.1	3.9	1.8
OPEC Fund	64.0	0.5	0.2
IDB	29.0	0.7	0.3
Sub-Total ..	841.1	28.2	10.7
IV. IMF (Trust Fund)	56.4	0.5	0.2
Total all sources	13,381.9	425.7	224.7

TRADING CORPORATION OF PAKISTAN

2. **Mir Hazar Khan Bijarani :** Will the Minister for Commerce be pleased to state :

(a) the total number of General Managers, Managers, Deputy Managers, Assistant Executives, Stenographers, Assistants, Stenotypists, Junior Clerks and Typists employed in the Trading Corporation of Pakistan indicating also their names, designation and place of domiciles separately in each case ; and

(b) whether the provincial quota was observed in these appointments, if not the reasons thereof ?

Syed Faisal Saleh Hayat : (a) The total number of employees in the desired cadres in T.C.P. is as follows :

General Managers	12
Managers	26
Dy. Managers	67
Asstt. Executives	45
Stenographers	12
Assistants	36
Stenotypists	22
Junior Clerks/Typists	54

Statement indicating names, designation and place of domicile of each employee is at Annexure.

(b) The TCP was established in August 1967. Intitially, to lanuch the organization successfully and enable it to function smoothly; qualifications and experience of applicants was given preference over regional representation. Later, vacancies were filled in by promotion or through direct appointments. Regional quota was observed as far as possible for direct recruitment but the same could not be maintained in case of promotion. The TCP has been directed to ensure a balance in regional quota through future appointments.

(Annexure has been placed in the Senate Library).

COMPUTER ALLOWANCE

3. **Mr. Shad Muhammad Khan :** Will the Minister for Finance and Economic Affairs be pleased to state :

(a) the requisite qualifications for the grant of computer allowance to a Government servant engaged in data processing work ; and

(b) whether it is a fact that a Head of Office in BPS-19 assigned additional responsibilities to manage data processing activities and implementation of a computer project is entitled to the said allowance, if not, the reasons thereof ?

Mr. Ihsanul Haq Piracha : (a) (i) The minimum educational qualification for grant of computer allowance has been prescribed for the computer posts in B-16 to B-18 (Annex-I).

[Mr. Ihsanul Haq Piracha]

(ii) for computer posts in scales below B-16 and above B-18 no qualificati has been prescribed.

(b) No. Officers who are not actually employed for computer work a are assigned only the management responsibility, are not entitled to the allowan

FINANCE DIVISION

(Regulation Wing)

Islamabad, the 1st July, 1986

OFFICE MEMORANDUM

SUBJECT :—*GRANT OF COMPUTER ALLOWANCE TO CUMPTER PERSONNE*

No. F. 3 (6)-R. 1/85.—The undersigned is directed to refer to this Division O.M. No. F. 3 (6)-R. 1/85. dated the 26th June, 1985, on the subject noted abov and to state that in partial modification of the said O.M. it has decided to allo the Computer Allowance of Rs. 500 p.m. to the prescribed categories of compute personnel who are actually employed on whole-time basis, on computer work i Ministries/Divisions/Departments and other Government organizations irrespectiv of the fact whether main-frame computer is available or not in their organization provided they possess the minimum educational qualification, as given below :–

S. No.	Category	Educational Qualification
(*i*)	Computer Personnel in BPS—18 ..	Master's Degree in Computer Science or in Mathematics/Physics/Statistics/ Economics from a recognised University and computer training.
(*ii*)	Computer Personnel in BPS—17 ..	-do-
(*iii*)	Computer Personnel in BPS—16 ..	Second Class Bachelor's Degree with Compuster/Science or Math/Statistics/Physics/Economics from a recognised University and computer training.

2. The above orders will take effect from 01-07-1986.

ADJOURNMENT MOTIONS

(i) Re: ATTACK ON THE DAILY 'MARKAZ' ISLAMABAD

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman, may I have your permission to follow up on the adjournment motion statement which I made yesterday ?

Mr. Chairman: Yes, I think we will finish that first.

Mr. Javed Jabbar: Well with your permission. I have ascertained from the authorities Mr. Chairman, the state of the investigation despite the fact that the Inspector General of Police reached on the spot of the alleged incident virtually within an hour or 90 minutes of its occurrence which shows that even early in the morning the highest possible level of attention was given. The questions by the investigating authorities have shown that the persons present on the spot at the time of the incident cannot identify either the number of the vehicle which is supposed to have brought the assailants or the attackers. No. 2, the direction from which they came or third, the direction in which they disappeared. Neither have they been able to provide any clue to the facial or nomenclature identities of the alleged attakcers, therefore, the administration's view is that at this time they are regrettably unable to give a specific time commitment but all possible efforts are being made to pursue the investigation and I assure the House that as soon as this information is made available it will be laid on the table of the House. But purely on factual grounds alone Mr. Chairman, since the factuality of the incident has not been established I would reiterate my view that in terms of admissibility the motion does not meet the necessary requirements because until the precise identity and the motivation has been established it cannot be adduced that the Government is responsible in any way for such an attack because unfortunately the paper chose to rush the press with the very efficient and surviving part of its machinery, you see the paper continues to publish, the actual machine on which it is published has not been touched at all. Unfortunately accusations were made against the Government and the ruling party. I can say with categorical authority that no member of the Government, no member of the party, to the best of our knowledge, has anything to do with that attack, and therefore, on these grounds I request that the motion be held inadmissible. Thank you.

Mr. Chairman: Actually it was not very clear that you would be responding today and some of the movers are not

present here today. So, we will defer it until all the movers are present so that we can get their response before I take a final decision. Do you want to say anything on this Prof. Khurshid Sahib ?

Prof. Khurshid Ahmed: Yes, Sir.

Mr. Chairman: Professor Sahib the point that you would like to respond to should be according to the honourable Minister, the incident it has not been established that the Government is in any way responsible for the incident. And the honourable Minister is saying that as far as the Government is concerned prompt action was taken, the Police went to the spot, the Minister himself went to the spot and whatever assistance could be given for the purpose of investigation was given. So, in that view of the matter what would you have to say about admissibility.

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! جو بات وزیر مملکت برائے اطلاعات نے کل کہی تھی اور اس وقت سے جتنی بات میں verify کر سکتا ہوں، اس میں مجھے بتایا گیا ہے۔ ایف آئی آر درج کرنے کے لیے جو text پریس کے مالکان نے دی تھی پولیس نے اس شکل میں ایف آئی آر درج نہیں کی۔ (۲) یہ بات کہ حکومت کا اس میں ہاتھ ہے یا نہیں ہے، محض کسی وزیر کے اعلان کے اوپر نہیں لیا جا سکتا، اس کے لیے کوئی نہ کوئی independent انکوائری ہونی چاہیئے۔

(مداخلت)

پروفیسر خورشید احمد: جناب جاوید جبار صاحب، آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ میں بول رہا ہوں اس لیے آپ بیچ میں مداخلت نہ کریں۔

Mr. Chairman: I will give you opportunity Mr. Javed Jabbar.

پروفیسر خورشید احمد: آپ اپنے موقع پر جو چاہیں کہیں، اس وقت میں فلور پر ہوں اس لیے آپ کو حق نہیں ہے کہ آپ اس طرح مداخلت کریں۔

(Interruptions)

Mr. Chairman: Professor Sahib I would like you to concentrate on the admissibility part. I have no power of investigation.

The convention is that when the Minister makes a statement on facts that statement is accepted as far as the facts are concerned. So, the thrust of the Minister's argument is, I will not of course finally decide this matter until all the movers are present. The thrust of the Minister's argument is that it is not the responsibility of the Government. So far nothing has been established to show that the Government is responsible for it and the responsibility of the Government in so far as investigation etc. is concerned he says that no delay took place, they immediately went to the spot and investigations are in progress. So, from that point of view if you could kindly explain how the motion would be admissible from that point of view ?

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! آپ نے بہت صحیح فرمایا ہے، میں اپنی حد تک اس بات کی کوشش کروں گا کہ ایسا ہی ہو لیکن میں ایک مصرعہ کی زبان میں اس بات کا جواب دینا چاہتا ہوں کہ

وہی قاتل، وہی منصف وہی مخبر ٹھہرے۔

کوئی ضابطہ ہوا کرتا ہے، ٹھیک ہے، حکومت یہ کہے کہ ہمارا اس میں ہاتھ نہیں ہے لیکن اس بات کو ثابت کرنے کے لیے حکومت کو آگے بڑھنا چاہیے اور یہ کہنا چاہیے تھا کہ ہم independent inquiry کرواتے ہیں۔

میں یہ بات کہنا چاہتا ہوں کہ اخبار پر گورنمنٹ پارٹی کے لوگوں کی طرف سے پریشر تھا اور اسلام آباد ہوٹل میں جو function ہوا ہے، اس کی رپورٹ اخبارات میں شائع ہوئی ہے تو اس میں وزیر صاحب نے threat کیا۔ یہ چیز اخبارات میں چھپی ہوئی موجود ہے۔

(۲) یہ کہ جن حضرات نے آگ لگائی انھوں نے کچھ نعرے بھی لگائے۔ اب اس کے بعد یہ کہ کسی کو پہچانا نہیں جا سکا۔ کس سمت سے وہ گاڑی آئی تھی کس سمت میں وہ گئی۔ ٹھیک ہے۔ جب آگ لگ جاتی ہے۔ تو اس موقع پر افراد میں افراتفری ہوتی ہے وہ بھاگنا دوڑنا شروع کر دیتے ہیں فائر بریگیڈ کے لیے ٹیلیفون کرتے ہیں اس موقع پر وہ ان لوگوں کے پیچھے بھاگتے اور دیکھتے یہ میں سمجھتا ہوں کہ یہ ایک بہت زیادہ، یعنی ایک غیر فطری چیز کا مطالبہ کیا جا رہا ہے۔

ایڈمسیبلٹی کے لیے یہ بات ضرور ثابت ہونی چاہیے کہ اس میں حکومت کا ہاتھ تھا یا نہیں اس سلسلے میں عرض ہے کہ میں نے اپنی تحریک میں directly حکومت کو ذمہ دار قرار نہیں دیا میں نے کہا ہے

[Prof. Khurshid Ahmed]

کہ پیپلز پارٹی کے حق میں نعرے لگائے گئے، وزیر اعظم کے حق میں نعرے لگائے گئے تو یہ پس منظر ہے۔ جناب والا! جس بنا پر میں اس کی ایڈمسیبلٹی کی بات کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ (۱) یہ کہ یہ ایک اہم واقعہ ہے، قومی اہمیت کا واقعہ ہے اگر پولیٹیکل پارٹیز اور خاص طور پر مرکز میں، جہاں پر کہ مرکزی حکومت موجود ہے اور جہاں جیسے میں نے عرض کیا تھا کہ ایک ایک گاڑی کو چیک کیا جاتا ہے کہ کون یہاں داخل ہو رہا ہے اور کون یہاں سے خارج ہو رہا ہے ان حالات میں اگر یہ واقعہ ہوتا ہے تو یہ ایک قومی اہمیت کا واقعہ ہے آپ کو معلوم ہے کہ اس واقعہ کا سارے اہم اخبارات نے نوٹس لیا ہے ابھی آل پاکستان نیوز پیپرز سوسائٹی کا۔۔۔۔

Mr. Chairman: Professor Sahib I would like to draw your attention to two points. One is Rule 75 (f):

"it shall relate to a matter which is primarily the concern of the Government......."

And then (l):

"it shall not relate to a matter pending before any court or other authority performing judicial or quasi-judicial functions:"

So, one is according to the Minister the Government is not responsible and so far no direct nexus has been established between that act and the Government and secondly it is under investigation. So, because of these two facts.....

پروفیسر خورشید احمد: جی میں دونوں کے بارے میں عرض کرتا ہوں یعنی حکومت کی ذمہ داری دو نوعیت کی ہے ایک نوعیت تو یہ ہے کہ وہ یہ ثابت کرے کہ فلاں واقعہ میں حکومت کا ہاتھ تھا یہ دوسری نوعیت کی ذمہ داری ہے لیکن federally governed area میں law and order قائم کرنا اور وہاں لوگوں کی جان و مال کا تحفظ کرنا اور خصوصیت سے اخبارات کا جو ایک sensitive role ادا کر رہے ہیں وفاقی حکومت کی ذمہ داری ہے اگر ان کے ساتھ یہ معاملہ ہوتا ہے تو یہ گورنمنٹ کی failure ہے۔

in its duty to maintain law and order and protect the lives and property of the people

تو میں اس پہلو سے بات کر رہا ہوں دوسری چیز یہ بات کہ under investigation ہے۔ تو جناب والا! جہاں تک میں سمجھ سکا ہوں کہ اس رول کا معنی یہ ہے کہ اگر کوئی کیس کسی عدالت

کے اندر زیر فیصلہ ہے اور یہاں پر بحث یا نتیجہ اس فیصلے کو متاثر کر سکتا ہے تو پھر ہم اسے discuss نہیں کریں گے ورنہ ایسا نہیں ہے کہ investigation ہو رہی ہے اگر کسی معاملے کی F.I.R درج ہو گئی ہے تو اس کا یہ معنی نہیں ہے کہ اس پر بات نہیں ہو سکتی ہے یعنی یہ بنیاد آپ بنا لیں گے تو۔۔۔

Mr. Chairman: وقت یہ ہے کہ at the moment, you see there s an allegation. The allegation is that the members of a particular arty were responsible but that allegation has to be proved and he relevant legal agency for that purpose is in the first instance he Investigation Agency. According to the honourable Minister he Investigation Agency despite its efforts has not been able o so far connect the incident with any particular person. So, t this moment would it not also be a hypothetical case ? ho is responsible we do not know yet. So, in this view of the atter in arguments on admissibility, I would like you to concen-ate how can we establish a nexus so that it becomes the res-onsiblity of the Government.

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! hypothetical کلاز ہے اس کے تحت یہ کوئی hypothetical واقعہ نہیں ہے عملاً آگ لگی ہے۔ کاغذ جلے ہیں مشینری جلی ہے میں خود دیکھ کر کے آیا ہوں محترم وزیر صاحب دیکھ کر آئے ہیں۔ دسیوں دوسرے افراد نے اس کو دیکھا ہے اس کے تمام فوٹو شائع ہوئے ہیں یہ hypothetical case نہیں ہے۔

Mr. Chairman: Incident itself is not hypothetical case.

پروفیسر خورشید احمد: اسی وجہ سے کہہ رہا ہوں کہ حکومت کے لیے آنریبل راستہ یہی تھا کہ وہ یہ کہتے ہیں independent judicial inquiry کرا دیں۔ that would be acceptable to us.

Mr. Chairman: What I am saying is that incident itself established اس پر کسی کو شک نہیں ہے but who is responsible for that ?

پروفیسر خورشید احمد: یہ تو کام اس ایوان کا نہیں ہے لیکن حکومت جو law and order maintain کرنے کی ذمہ دار ہے خاص طور سے federal area کے اندر تو لازماً اسکی ذمہ داری ہے اسکی jurisdiction ہے اور اسکی کوشش سے اصلاح ہو سکتی

Mr. Chairman: One is definitely a general responsibility to maintain law and order but that does not mean that every time there is a breach of law and order, there should be an adjournment motion. Now, here the question would be that since so far it has not been established by any reliable agency as to who is responsible for the incident then how would this be admissible under the earlier part of that rule to which I have made reference.

پروفیسر خورشید احمد: لیکن میری worry یہی ہے سب سے پہلی بات یہ ہے کہ ایک اہم incident ہو جاتا اتفاقاً کہیں آگ لگ جانا اور چیز ہے اور ایک اخبار جو اپوزیشن کا نقطہ نظر پیش کر رہا تھا جس کو حکومت کی طرف سے warnings دی جا رہی تھیں جس کے بارے میں حکومت کا رویہ اور جو facts دیے ہیں وزیر صاحب نے کل، وہ صحیح نہیں ہیں نومبر کی جو figures انہوں دی ہیں وہ نومبر میں ابھی برسر اقتدار نہیں آئے تھے انہوں نے اپنے زمانے کی figures نہیں دی۔ ہیں کہ کتنے اشتہارات دیے ہیں جو اشتہارات کی figures دی گئی ہیں۔ مجھے صحیح یاد ہے کہ وہ نومبر کے بارے میں دی گئی تھیں۔ ایسے پس منظر کے اندر اخبار کے دفتر کا جلایا جانا جو ہے وہ ایک معمولی واقعہ نہیں ہے ایک اہم واقعہ ہے ایک sensitive چیز ہے اور چونکہ اسکے اثرات پڑتے ہیں آزادیٔ صحافت پر، یعنی

؎ تیرے نشتر کی زد شریانِ قیسِ ناتواں تک ہے

اس بنا پر یہ اہم بن جاتا ہے۔

جناب چیئرمین! میں خود یہی بات کر رہا ہوں کہ محض وزیر صاحب کے کہہ دینے سے معاملہ صاف نہیں ہو جاتا۔ کوئی نہ کوئی independent investigation ہونی چاہیے۔ اور وہ اگر ایسی بات کہیں تو ہمیں تسلیم ہے۔۔۔

Mr. Chairman: If you would like to discuss this as an issue, you can take it up under Rule 194 or some other method. It can also come up when the information policy is under discussion but as far as the adjournment motion is concerned there are certain difficulties posed by the rules to which the honourable Minister has also drawn attention and the main difficulty I see is how can it be said that this incident is primarily the responsibility of the Government. If the matter had not been investigated properly it would be the responsibility of the Government. If the Government were in any way involved and it could be established, it would be the responsibility of the Government. So,

the face of it how do we establishe a nexus to bring it within e rule.

پروفیسر خورشید احمد : میری نگاہ میں تو اتنی اہمیت کا یہ مسئلہ ہے کہ حکومت کو اس می
کا اعلان کرنا چاہیے۔ independent judicial inquiry

Mr. Chairman: We take the views of the Minsiter on it. . Javed Jabbar.

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman, before making such statents accusing a Minister of the Government of not being necesily accurate in his statement, I deeply regret to note it because honourable member himself has served as a member of rtial Law Government and he is aware that we are part of ocial system where cases remain undetected over a period years. In fact I would go to the extent of saying that there well be cases which occurred in the tenure of his Ministership 979 which still today remain undetected. Now, have motions n attempted to be made by members of his party in every iamentary session asking for an adjournment motion.

Mr. Chairman: There was no Parliament at that time.

Mr. Javed Jabbar: No, but, when Parliament came into g in 1985 did he move a motion about every murder case every theft case........

Mr. Chairman: It would have been hit by the rules that hould be borught up at the earliest possible opportunity.

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman, every time a case of occurs, it is not directly apprortionable to the responsibility of Government. The Government is responsible for law and order can not predict how citizens will act, that is first. Secondly, Chairman, I regret that he has repeated a charge that een patently proven to be incorrect. On the floor of the I gave specific figures and he either chose not to listen em in order to repeat this false charge. Yesterday I showed e dint of figures that in November 1988 the quantum of nment advertising given to this newspaper 'Markaz' was 28 thousand. In the past three months the quantum has ly increased, it has not decreased. The quantum to the f my knowledge is 38 thousand in the month of April. Now shows a steady progress, if the Government wanted to

[Mr. Javed Jabbar]

victimize every paper we would drastically cut in slice at every step and stage but this is not so. So kindly he should refrain from looking for fantoms of victimization when none exists. Thirdly, it is categorically denied that any member of the Government made any threat against this newspaper. I was personally present at the function of the launching of another newspaper when an honourable Minister of the Cabinet referred to, may be another paper being published from Islamabad, by no means did it constitute a threat.

Lastly Mr. Chairman, I regret to say this but until the factuality of the incident is established how are we to assume that simply by some one coming in and raising a pro-PPP slogan automatically the identity of that assailent is linked to the PPP. This is the simplest form of trying to draw a blanket over the acts of sabotage and an attempt to malign the authorities of the Government. It may well be, I do not rule this out because I have no right to-the investigation is still in progress. It may well be, due to entirely different reasons which I would not want to bring on the floor of this House. I am at this moment in possession about facts concerning the background of this newspaper's publication and its role and its relationship with its workers. I do not wish to malign any newspaper. I will respect the sanctity of journalism in this country and the sanctity of this House. I will be impatient till the investigation is completed. Then we are willing to lay abundant material before this House which will show that the Government has absolutely nothing to do with this incident. Therefore, Mr. Chairman, this motion may be held inadmissible.

Mr. Chairman: What about the suggestion of the honourable member about a judicial inquiry ?

Mr. Javed Jabbar: Mr. Chairman, we have full confidence in the competence and the integrity of the investigative authorities incharge of the present time, barely 72 hours have elapsed, untill there is abundant ground to establish their incompetence or lack of sincerity how can we start holding judicial inquiries into every single incident. The courts are already over-loaded with cases. They need to pay attention to the pending cases in courts. Let the investigative authorities complete their work over a given time, may be three months, six months, if there is no progress over a whole year then we can consider may be another type of inquiry. Thank you.

(Interruptions)

Mr. Chairman: Thank you. I think we will take it up when the other movers are also present, so we will defer it for the time being.

Mr. Aitzaz Ahsan: May I just for the information of the House point out one thing that was stated by Prof. Khurshid.

آپ نے یہ فرمایا تھا کہ FIR ایسی درج ہوئی ہے جو کہ مالکان نہیں کروانا چاہتے تھے۔ جناب چیئرمین!
کل میں خود اس اخبار کے دفتر میں گیا تھا اور میں کوئی قریب آدھ گھنٹہ وہاں رہا انہوں نے بات پولیس
کے متعلق کہی کہ وہاں وہ آئندہ کے لیے پہرہ چاہتے ہیں۔ لہٰذا میں نے اسی وقت حکم دیا اور وہاں
خصوصی پہرہ لگا دیا گیا لیکن کسی نے اس دوران مجھے یہ شکایت نہیں کی میرے سامنے کہ جناب F.I.R
انھوں نے کوئی اور درج کرائی ہے لیکن کوئی اور ہو گئی ہے کسی نے یہ شکایت نہیں کی اور میں یہی پوچھنے
گیا تھا کہ آپ کی کیا شکایات ہیں کیا معاملہ ہے یا کیا چاہتے ہو اور ان کو ہم نے یہ assure
کیا ہے اس میں maximum possible مستعدی سے انکوائری ہو رہی ہے۔

Mr. Chairman: Since Mr. Interior Minister, you are the ncharge of the administration in the federal capital area, could we request you to kindly ensure that the investigation proceeds at a brisk pace and we can get the results of the investi-ation at an early date ?

Mr. Aitzaz Ahsan: Mr. Chairman, I can certainly give that ssurance as far as humanly possible that will be done. Thank ou.

Mr. Chairman: Thank you.

Mr. Shad Muhammad Khan on a point of order.

جناب شاد محمد خاں: پوائنٹ آف آرڈر۔ جناب والا! بائیس تاریخ کو میرے ایک سوال کے
جواب میں غلط بیانی سے کام لیا گیا تو میں نے کل ایک تحریک استحقاق ٹیبل کی تھی جس کا کچھ پتہ نہیں
چلا۔

Mr. Chairman: Please come to my office, we will discuss e matter relating to the Secretariat in the office.

Mr. Shad Muhammad Khan: Right.

Mr. Chairman: The next adjournment motion is No. 25 Prof. Khurshid Ahmed.

Re: FAILURE OF THE GOVERNMENT TO SHIFT VARIOUS AMMUNITION DEPOTS LOCATED IN POPULATED AREAS OF THE COUNTRY

پروفیسر خورشید احمد: جناب چیئرمین! آپ کی اجازت سے میں ایوان کی اجازت چاہتا ہوں کہ مندرجہ ذیل تحریک التوا پیش کروں۔ ایک اخباری اطلاع کے مطابق پاکستان آرمی نے نیاز بیگ لاہور اور ملیر کراچی وغیرہ کے علاوہ دیگر بڑے شہروں کے قریب واقع اسلحہ ڈپوؤں کی آبادی سے دور علاقوں میں منتقلی کا کام زیادہ لاگت کے باعث روک دیا ہے یہ ایک ایسا اہم واقعہ ہے جس پر اس معزز ایوان میں معمول کی کارروائی روک کر فوری طور پر زیر بحث لائے جانے کے لیے میں تحریک التوا پیش کرتا ہوں۔

Mr. Chairman: Is it being opposed ?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Opposed, Sir.

Mr. Chairman: It is being opposed. Yes, please Prof. Khurshid give your brief statement in support of the admissibility of the motion.

پروفیسر خورشید احمد: جناب والا! مجھے اس پر بہت لمبی بات نہیں کرنی۔ آپ کے علم میں ہے کہ اوجڑی کیمپ کے واقعہ کے بعد سے پوری آبادی میں، ملک کے مختلف حصوں میں کتنا خوف و ہراس اس امر پر رہا ہے کہ شہری آبادی کے بالکل وسط میں اور بڑی گنجان جگہوں میں مختلف آرمی ڈپوز ہیں۔ ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ جس زمانے میں یہ چیزیں پلان ہوئی تھیں اس وقت وہاں آبادی نہیں تھی۔ لیکن ساتھ ہی یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جب آبادی میں اضافہ ہوا ہے۔ شہر آباد ہوئے ہیں۔ آبادی بڑھی ہے تو اس کے ساتھ ساتھ اس بات کی بھی ضرورت تھی کہ یہ پلاننگ کی جاتی، کہ آئندہ کنٹونمنٹ کہاں پر ہو، آرمز ڈپو کن مقامات پر ہوں اور کس طرح لوگوں کی جان و مال اور علاقے کو محفوظ کیا جا سکے اس بنا پر یہ مسئلہ اس سے پہلے بھی اٹھایا گیا تھا اور اسی بنا پر جہاں تک مجھے یاد ہے سابقہ حکومت نے وعدہ کیا تھا کہ وہ اس معاملہ میں تحقیقات کریں گے اور متوجہ کریں گے کہ پروگرام بنایا جائے جہاں زیادہ گنجان آبادیاں

ہیں، وہاں سے ان ڈپوؤں کو مناسب رفتار سے منتقل کرنے کے لیے۔ لیکن اب یہ اطلاع آئی ہے کہ اس کام کو روک دیا گیا ہے۔ اور بنیادی وجہ اس کی یہ قرار دی گئی ہے کہ اس پر خرچہ زیادہ آتا ہے۔ میں جانتا ہوں کہ خرچہ ضرور ہوگا اس پر، اس لیے کہ خرچے کے بغیر یہ کام نہیں ہو سکتا۔ ہم یہ بھی جانتے ہیں کہ یہ کام ایک دن میں نہیں ہو سکتا۔ لیکن لوگوں کے جان و مال اور شہروں کے تحفظ کے لیے یہ بات ضروری ہے کہ اس پالیسی کو abandon نہ کیا جائے میری جو تحریک ہے وہ اس بنا پر ہے کہ آیا یہ اطلاع درست ہے جو اخبارات میں آئی ہے کہ اس پروگرام کو ملتوی اور معطل کر دیا گیا ہے۔ جس کے نتیجے کے طور پر میری نگاہ میں شہری آبادیوں میں خوف و ہراس بڑھے گا لوگوں کے جان و مال کو خطرہ ہے تو اگر یہ حکومت کا فیصلہ ہے اور مرکزی حکومت کی ذمہ داری ہے تو پھر یہ ضرور تحریک بنتی ہے گفتگو کے لیے تاکہ ہم حکومت کو پریس کر سکیں کہ آپ صرف اخراجات کو نہ دیکھیں بلکہ لوگوں کے جان و مال کے تحفظ کا لحاظ رکھتے ہوئے ایسی پالیسی اختیار کریں جس کے نتیجے میں شہری آبادیوں سے یہ ڈپو منتقل ہو سکیں۔ یہ ہے میری گذارش۔

جناب چیئرمین : جی ڈاکٹر شیر افگن صاحب ۔ جی محسن صدیقی صاحب۔

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Mr. Chairman, after the ...heri Camp, I tabled a resolution that all ammunition depots ...thin the cities in any part of Pakistan should be shifted to ...er places, and the Government gave an assurance about that ... so far as the cost was concerned, it was openly talked ... the floor of this House that those areas, where the depot ...ituated, they are within the city and the value of that property ...en times more than what will be needed for putting new depots, ...refore, the question of constraints of financial matter cannot ... a ground for delaying it, or for postponing it or for avoiding ...This is for your information.

Mr. Chairman: Thank you. Dr. Sher Afgan.

ڈاکٹر شیر افگن خاں نیازی : جناب چیئرمین ! اس تحریک التوا کے دو پہلو ہیں ایک یہ کہ جیسے ... پروفیسر صاحب نے کہا ہے کہ اوجڑی کیمپ کے حادثے کے بعد یہ احساس پیدا ہوا ہے کہ ایسے د... مزید ہو سکتے ہیں جن سے کافی نقصان ہو سکتا ہے اس بنیاد پر یہ سوچا گیا کہ تمام ایمونیشن ڈپو جو بڑے شہروں کے اندر ہیں یا ایسی جگہ واقع ہیں جس سے آبادی کو خطرہ لا...

[Dr. Sher Afghan Khan Niazi]

سکتا ہے انہیں باہر منتقل کر دیا جائے یہ بات پروفیسر صاحب کی درست ہے اور اس صورت حال کو مدنظر رکھتے ہوئے اس کے متعلق سوچا گیا اب بھی اس سے انکار نہیں کیا گیا اور وہ پالیسی جو اس وقت طے کی گئی تھی کہ ملک کے عوام کو خطرات سے بچانے کے لیے ہر اچھا کام حکومت کے فرائض میں سے ہے اب بھی صورت حال یہ ہے کہ یہ اتنا بڑا مسئلہ ہے کہ اس کے لیے بے شمار رقم درکار ہے infrastructure اس میں چاہیے۔ مثال کے طور پر پنڈی میں ایک گودام یا ایمونیشن ڈپو شہر کے اندر ہے یہاں ریلوے ٹریک موجود ہے اور بلڈنگز بہت ساری اس کے لیے درکار ہیں ان کے لیے سپیشل سیل بنانے پڑتے ہیں ٹمپریچر کنٹرولنگ سسٹم لگانا پڑتا ہے۔ یعنی بہت ساری چیزیں ہیں جو infrastructure lay کرنے کے لیے ضروری ہیں۔ اور اس پر کروڑوں سے بڑھ کر اربوں روپے کا خرچہ آتا ہے۔ جو مالی سکت اس موجودہ حکومت کی ہے جو وراثت میں ملی ہے۔ سے آپ سمجھتے ہی ہیں۔ اس طریقے سے وہ اس کوشش میں ہے کہ جس طرح جلد از جلد یہ ہوگا یقیناً موجودہ حکومت لوگوں کو تحفظ دینے کے لیے جو کچھ اس کے پاس سرمایہ ہوگا جو سکیم بن چکی ہے اس پر انشاءاللہ عمل کرے گی۔ اس کے لیے انہوں نے طے کر لیا ہے دوسری بات یہ ہے کہ پروفیسر صاحب کی تحریک التوا کے contents and admissibility پر میں گزارش کرنا چاہتا ہوں اگر آپ سب سمجھیں تو۔

سی پر تو بات کرنی ہے آپ نے۔

نیازی یہ اس کے بنیادی رولز جو دیے گئے ہیں یا تو ہمیں انہیں سمجھنا چاہیئے۔ تحریک التوا کو ایڈمٹ کرنے کے لیے یا دلائل پر اس کو ایڈمٹ کیا جائے یہ رولز آف پروسیجر جو ہمیں دیا گیا ہے اس میں خاص قواعد ہیں۔ جن میں بہت ساری چیزیں دی گئی ہیں۔ مثلاً یہ رول ۷۵ ہے جس کا سب رول "اے" ہے۔

"It shall raise - an issue of urgent public importance".

اب ہمیں یہ طے کرنا ہوگا کہ یہ urgent public importance کیا ہے یہ معمولی بات نہیں ہے ہم ہر بعض ایسی چیز کو مدنظر رکھتے ہوئے ایسی چیزیں لے آتے ہیں جس سے اس معزز ایوان کا جو وقت ایک اچھے کام کے لیے اور مثبت کام کے لیے صرف ہو سکتا ہے وہ وقت ضائع ہو جاتا ہے public importance کے کیا معنی کہ کیا ایک واقعہ اسلام آباد میں جو ایک کامن لاء کے تحت طے کیا جا سکتا ہے، ہو جاتا ہے وہ پبلک امپارٹنس میں آتا ہے۔ یا اس سے مراد کیا یہ نہیں ہے

کہ دس کروڑ انسانوں کا بنا ہوا ملک جس کے ہر شہری کو خطرہ لاحق ہو جائے تو یہی پبلک
امپارٹنس کی بات ہوتی ہے اور یہ محسوس ہو کر یہ بات یہ ایسی انہونی ہو چکی ہے جس کے بارے میں یہ
ایک خاص ایوان بالا جو ہے اور اس کے منفرد نمائندگان ہیں۔ یہ قوم کو represent کرتے
ہیں۔ اس ایوان میں وہ اس بات کو محسوس کرتے ہوئے کہ تمام آبادی پر اس کے اثرات پڑتے
ہیں تمام ملک کی دس کروڑ آبادی پر، لہذا یہ ایسی نوعیت کا مسئلہ ہے کہ وہ جو اپنے کام کو جاری
کیے ہوئے ہیں ریگولرائزیشن میں، اس کو فوراً ختم کر دیں اور اس بارے میں وہ سوچیں
تاکہ اس پر کوئی ٹھوس جامع پالیسی تیار کی جا سکے یا اس قسم کی ایمرجنسی .. صورت حال پیدا
ہو گئی ہے اس کو قابو میں لایا جا سکے اب ایک آدمی کو کار سے نکال لیا جاتا ہے وہ کوئی بھی ہو
تو بھی تحریک التوا بن جاتی ہے یا ایک دفتر پر حملہ کر دیتے ہیں تو کہتے ہیں کہ دس کروڑ انسانوں کا مسئلہ پیدا ہو گیا ہے ایمرجنسی پیدا ہو گئی ہے حالانکہ یہ مسئلہ حق
ہے کہ تحریک التواء میں جو یہ لفظ استعمال کیا گیا ہے کہ restricted معنی میں لیا یہی نہیں جا
سکتا اس سے معنی صرف یہ نکلتے ہیں کہ اس واقعہ کا جو وجود میں آیا ہے، اچانک ہے۔
جس سے سارے ملک میں ارتعاش پیدا ہو چکا ہے چاہے وہ واقعہ اندرون ملک ہو یا
بیرون ملک ہو۔ جس کے اثرات پوری قوم پر مرتب ہوں تو اسی صورت حال میں میں یہ عرض
کرنا چاہتا ہوں کہ ابھی پالیسی جاری ہے صورت حال کے لیے فنڈز اکٹھے ہو رہے ہیں واقعہ نہیں ہوا
کوئی ایسی ایمرجنسی پیدا نہیں ہوئی کوئی urgency نہیں ہے۔ اس میں ایک باریک سی
سی بات ہے تاوقتیکہ کوئی واقعہ اس نوعیت کا نہ ہو جائے اس وقت تک اس ضمن میں
تحریک التوا نہیں لائی جا سکتی اگر آپ فرمائیں تو اس کے لیے بے تحاشا مواد میں آپ کو دے سکتا ہوں
یہ بنیادی چیزیں ہیں یہ قانون صدیوں سے بنا ہوا ہے اور اس کے لیے وسیع سوچ پیدا ہوئی ہے
یہ قوموں کی بنائی ہوئی چیز ہے جو ہم نے یہاں adopt کی ہے اس لیے عوامی اہمیت کی
بات ہر واقعہ کے ساتھ منسلک کر لینا، یہ تو میں ماننے کے لیے اب تیار ہوں کہ یہاں جو تحاریک
التوا پیش ہو رہی ہیں کہ وہاں اخبار کے دفتر پر حملہ ہو گیا ہے یہ اچھی ایف آئی آر ہے، یہ
تو بات درست ہے فرسٹ انفارمیشن رپورٹ کا material تو وہ درست ہے لیکن یہ
جو لایا گیا ہے وہ تحریک التوا کا material نہیں ہے اس وجہ سے میں یہ گزارش کرنا
چاہتا ہوں کہ اس لحاظ سے پہلا جو رول ہے اس کا وہ یہاں applicable ہی نہیں ہے
کہ کیا ایسا واقعہ ہوا ہے نہیں، جب ہوا نہیں ہے، اوجڑی کیمپ پر تحریک پیش کرنی تھی اسی دن

پیش کرنی تھی واقعی اِس سے سارا ملک ہل گیا تھا۔ اب نہیں ہوا لہٰذا یہ مفروضہ ہے یہ
hypothetical subject ہے۔ supposition ہے جس پر ہم بلاوجہ اِس معزز ایوان
کا وقت ضائع نہیں کر سکتے۔

دوسری بات یہ ہے کہ :

"It shall relate substantially to one definite issue.

بات یہ ہے کہ اِس ایشو پر حکومت نے سٹینڈ لیا ہے اور میں عرض کرتا ہوں کہ پرنسپلز
آف پالیسی" پارٹ II آف دی چیپٹر I آپ کے نوٹس میں ہے وہ حکومت کا کام ہے اور ہر سال اِس پر
جو گورنمنٹ پالیسی اختیار کرتی ہے جو نتائج آتے ہیں اِس کے لیے سالانہ رپورٹ ہے اور اِس
رپورٹ کے ضمن میں تو یہ بات کی جا سکتی ہے کہ فلاں پالیسی جو طے ہوئی تھی لیکن یہاں تحریک التوا
کی شکل میں یہ ایک definite issue ہی نہیں ہے یہ کراچی کا ذکر ہے اوجڑی کیمپ کا آپ نے
ذکر فرمایا ہے وہ واقعہ ایک خاص نوعیت کا تھا ابھی واقعہ ہوا نہیں ہے تو یہ کیسے one single
issue بن گیا ہے۔ یا بننے والا ہے، والے کی بات کرنا میرے خیال میں مناسب نہیں ہے۔

"(3) It shall be restricted to a matter of recent occurrence."

There is no occurrence at all at this time.

کوئی ہوا ہی نہیں ہے تو recent occurrence کیسے بنا جب واقعہ ہی نہیں ہوا۔ کہا گیا جا
رہا ہے کہ جناب ہونے کا احتمال ہے جس سے معزز ایوان کی معمول کی کارروائی ختم کر دی جائے یہ
عجیب سی بات ہے کہ واقعہ ہی نہیں ہوا اور تحریک التوا لائی گئی ہے اور اِس میں یہ صاف لکھا ہوا ہے
کہ "It shall be restricted to a matter of recent occurrence."
کیا ہوا ہے جی، ملیر کینٹ میں ہوا، نواں بگ میں ہوا، کہیں نہیں ہوا تو یہ کیسے لایا گیا ہے

"(e) It shall not anticipate a matter for the consideration of which a date has been previously appointed".

جب اِس کے بارے میں پہلے ایک پالیسی طے ہو چکی ہے اور اس کے ابھی تک خدوخال بنا
دیے گئے ہیں اِس پر عملدرآمد کر دیا گیا ہے تو اس کے ضمن میں کیسے یہ تحریک التوا آ سکتی ہے اس کے
بعید ہے۔

"(f) it shall relate to a matter which is primarily the concern of the Government or to a matter in which the Government has substantial financial interest;"

درست ہے کہ وہ یہ وفاقی حکومت کی ذمہ داری ہے، میں اقرار کرتا ہوں کہ اگر ایسا واقعہ ہو جاتا جس
سے کہ ملک میں ایسی صورت حال پیدا ہو جاتی اور جانوں کا نقصان ہوتا اور پراپرٹی ضائع ہو چکی ہوتی
تو پھر تو یہ بات بنتی تھی کہ یہ حکومت کی ذمہ داری ہے لہٰذا اِس کو فوری طور پر لیں جب ایک
چیز واقع ہی نہیں ہوئی۔ "It shall not contain arguments" جیسے کہ وہ فرما رہے
تھے کہ اوجڑی کیمپ میں یہ ہوا اب یہ ہو جائے گا تو میرے خیال میں اِس کے درمیان کوئی ربط نہیں
ہے اِس میں تو arguments ہیں یہ ایک supposition ہے، فلاسفی ہے،
تحریک التوا نہیں ہے۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: پوائنٹ آف آرڈر، جناب والا سارا ٹائم تو انہوں نے لیا ہے
اور بغیر کسی وجہ کے۔ - - -

جناب چیئرمین: نہیں یہ تو ان کا حق ہے

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: I have yet to quote references m the book. I will explain.

Mr. Muhammad Mohsin Siddiqui: Point of Order. The learned ister is taking time of this House and he is rather testing patience. He is to give specific points.

Mr. Chairman: No, he has argued the matter. I have underod the case.

آپ کی بات یہی ہے نہ کہ یہ رولز جو ہیں ان کے تحت یہ معاملہ نہیں آتا۔

ڈاکٹر شیر افگن خان نیازی: آپ درست فرما رہے ہیں لیکن میں اِس کے ضمن میں مزید بھی
عرض کروں گا۔

جناب چیئرمین: نہیں اور دلائل مجھے نہیں چاہئیں۔

I am quite satisfied with your arguments.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: I want to explain further.

Mr. Chairman: No, I am satisfied Dr. Sahib with your arguments.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: I request that I may be given time.

Mr. Chairman: The request for further time is turned down.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: I request that it may be ruled out of order.

Mr. Chairman: I will just give my ruling. Prof. Khurshid Ahmed has sought leave to move an adjournment motion based on a report in the press that the Pakistan army has decided not to shift ammunition depots from Niaz Beg, Lahore, and Malir Karachi and other congested areas of Pakistan to other areas because of financial reasons. According to the honourable Senator, the continuance of such ammunition depots near the congested areas might lead to situations such as the situation which occurred in Ojhari Camp in April, 1988. The adjournment motion has been opposed by Dr. Sher Afgan Niazi, the honourable Minister of State for Parliamentary Affairs. According to the honourable Minister the adjournment motion is hit by clauses (a). (b) and (c) of Rule 75 of the Rules of Procedure and Conduct of Business in the Senate, 1988. It appears to me that the ammunition depots have been there for some time. It is not a matter of recent occurrence. Accordingly, the adjournment motion is hit by Rule 75(a) and is ruled out of order.

MOTION UNDER RULE 194

Mr. Chairman: Now, we proceed to the next item on the agenda which is motion under Rule 194. Before you start the discussion Prof. Sahib there are other movers of the motion also. I would like them to formally move the motion also so that the discussion can start.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Point of order.

جناب چیئرمین: پہلے وہ پیش تو کر دیں، پھر آپ کا پوائنٹ آف آرڈر سنتے ہیں۔

ڈاکٹر شیر افگن خاں نیازی: پیش تو ہو چکی ہے۔

جناب چیئرمین: ابھی پیش نہیں ہوئی، باقیوں نے کرنی ہے، وہ معزز اراکین جنہوں نے پیش کرنی ہے۔ وہ پیش کر دیں۔

جناب محمد علی خاں: جناب میں موو کرتا ہوں۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی: میں بھی موو کرتی ہوں۔

سید فصیح اقبال: میں پروفیسر صاحب کی تائید کرتا ہوں۔

اخونزادہ بہرہ مند سعید ۔ میں بھی پروفیسر صاحب کی تائید کرتا ہوں۔

Mr. Chairman: Dr. Sahib you have a point of order. Which rule are you quoting that there is a procedural irregularity.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: That is Rule 126. Point of order is related to that if any thing which is under discussion concerning the business and the rule is not being followed properly, t has to be pointed out.

Mr. Chairman: Which rule are you referring ?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Rule 194. Applicability and he substance given in the motion is contradictory to the provision f the Constitution.

Mr. Chairman: Which constitutional provision ? Which Article f the Constitution ?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: If you kindly hear me ery comfortabley, I will refer to the provision, I will tell the ages.

Mr. Chairman: I am hearing you. You are raising a point f order. I want to know what violation has taken place. Which rticle of the Constitution you are referring to ?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: It is Article 156 - National conomic Council

اور جس کے ضمن میں یہ کہا گیا ہے کہ میٹنگ میں ۔۔

جناب چیئرمین ۔ ڈاکٹر صاحب ابھی وہ مرحلہ نہیں آیا ابھی انھوں نے تحریک پیش کی ہے کہ

hey want to discuss a situation under Rule 194.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: The thing is that it is going gainst the Constitution. I am going to point it out.

Mr. Chairman: What is going against the Constitution ?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: That is going against an Article, here is Chapter II if you kindly go for Article 30 - Principles of olicy, thereby and see the nature of the thing and then you ill realize.

Mr. Chairman: Doctor Sahib you are just dealing with what is the responsibility, Article 30 says :

> "The responsibility of deciding whether any action of an organ or authority......is in accordance with the Principles of Policy........"

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Sir, Clause (2).

Mr. Chairman: Clause (2) says :

> "The validity of an action or of a law shall not be called on the ground that it is not in accordance with the Principles of Policy, ..."

تو discussion وہ کرنا چاہتے ہیں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: That is there in that. That is a National Economic Council there is given.......

(Interruptions)

جناب چیئرمین: ڈاکٹر صاحب فی الحال National Economic Council کے بارے میں there is a motion only for discussing a situation

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Even then it is not discussable.

جناب چیئرمین: وہ بتائیں نا رول ۱۹۴ جو ہے

(Interruptions)

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: "The National Economic Council shall review .....

سر آپ کلاز (۲) آرٹیکل ۶۵ کا پڑھیں۔

جناب چیئرمین = ڈاکٹر صاحب پہلے ۱۹۴ دیکھ لیں ۱۹۴ کہتا ہے کہ

"A motion that the policy or situation or statement or any other matter be taken into consideration...."

(Interruptions)

Mr. Chairman: "A motion that the policy or situation or statement or any other matter be taken into consideration......"

That is Rule 194.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: The policy has not been stated out.

Mr. Chairman: Is it a situation ?

ڈاکٹر صاحب دیکھیں میں دوبارہ پڑھ دیتا ہوں

"A motion that the policy ....

his is not policy, I agree with you.

or situation or statement or any other matter be taken into consideration......."

nything can be discussed by the House. So, all that is being one is that under Rule 194 a situation is being discussed, or ny other matter, any matter is being discussed. So, what is here which bars this discussion ?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Any other matter has been rought to this House through what source, Sir ?

Mr. Chairman: Through the Members' motion. Through the notion of the Member.

(Interruptions)

Mr. Chairman: Through the motion of the Member, they ant to discuss a matter.

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Mr. Chairman, Sir, he is not member of that very Council. How he has come to know and ave the papers ?

Mr. Chairman: Supposing foreign policy is being discussed, he a Foreign Minister that he wants to discuss the policy ?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: When it is given to this House Sir, then it is discussed.

Mr. Chairman: Where does it say that ? Please quote from the rules and tell me that this say that only matter pertaining to the House will be discussed ?

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Kindly give me the time.

Mr. Chairman: I will give you full time.

جب یہ بحث شروع ہو گئی تو آپ کو بحث کے آخر میں پورا موقع دیا جائے گا دیگر وزراء صاحبان کو بھی یہ حق ہوگا کہ وہ اِس میں حصّہ لیں اور اپنا نقطہ نظر بیان کریں۔

Dr. Sher Afgan Khan Niazi: Right, Sir.

Mr. Chairman: Thank you. Yes Professor Sahib, now would your like to start the discussion ?

<u>پروفیسر خورشید احمد</u>: بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ جناب چیئرمین! سب سے پہلے تو یہ بات واضح ہو جائے کہ ہم کس مسئلہ پر بحث کر رہے ہیں اور کیا رول ہے جو میری نگاہ میں سینیٹ ان حالات میں ادا کر سکتی ہے جیسا کہ میں نے کل عرض کیا تھا میری اور میرے رفقاء کی رائے میں ملک میں جو جمہوری عمل شروع ہوا ہے اِس کے پروان چڑھنے اور ترقی کرنے کے لیے بے حد ضروری ہے کہ سیاسی فیصلے انتظامی فیصلے دستور اور قانون کے مطابق ہوں۔ مرکز اور صوبے اپنے اپنے دائرہ اختیار میں اپنا کردار ادا کریں۔ جو کچھ رہا ہے میں اِس کے سیاسی پس منظر کو تھوڑی دیر کے لیے نظر انداز کر دیتا ہوں اِس لیے کہ میری ایماندارانہ اور سوچی سمجھی رائے یہ ہے کہ بد قسمتی سے نئی حکومت نے دسمبر میں اقتدار سنبھالنے کے بعد صوبہ پنجاب اور بلوچستان کو جہاں انہیں سیاسی قوت حاصل نہیں ہو سکی تھی نشانہ بنایا۔ حکومت کو بدلنے بلیک میل کرتے انتظامیہ کو خراب کرنے فوڈ کرائسز پیدا کرنے، مالی کرائسز پیدا کرنے، زکواۃ کے نظام میں رخنہ اندازی کرنے کے یہ سارے کام کیے گئے ہیں اور اس معاملے میں مغربی پریس بھی جو اِس حکومت کے عشق میں مبتلا ہے مسلسل اعتراف کر رہا ہے کہ یہ بڑا خطرناک کھیل ہے جو کھیلا جا رہا ہے یہ جمہوریت کے لیے بڑا نقصان دہ ہو سکتا ہے۔ Financial Times ، نے International Herald Tribune نے Guardian نے New York Times نے Economist نے ان تمام پرچوں نے اس کا نوٹس لیا ہے لیکن میں اس وقت اس تفصیل میں نہیں جانا چاہتا اور میں

اپنی گفتگو کو محدود رکھنا چاہتا ہوں۔ ان تازہ ترین developments پر جو نیشنل اکنامک کونسل میں ۲۳ تاریخ کو واقع ہوئی ہیں۔

جناب والا! دستور نے مرکز اور صوبوں کو کچھ ذمہ داریاں سونپی ہیں اور کچھ معاملات میں ایسا نظام تجویز کیا ہے کہ سب مل کر افہام و تفہیم کے ذریعے معاملات کو طے کرلیں اور میں سمجھتا ہوں کہ یہ ملک کی خوش نصیبی رہی ہے کہ ماضی میں تنقید اختلاف اور احتساب کے باوجود کسی نہ کسی طرح ایسے معاملات افہام و تفہیم سے طے ہوئے شکایات بھی رہیں اور آن ریکارڈ صوبوں نے کہا۔ کہ ہمیں ہمارا حق نہیں مل سکا لیکن اس کے باوجود کوئی نہ کوئی انڈرسٹینڈنگ ہوگئی۔ اس وقت جو صورت حال ہے وہ یہ ہے کہ ملک کے Annual Development Plan میں صوبوں کا حصہ مسلسل کم کیا جا رہا ہے ایک وقت تھا کہ یہ حصہ ۸۰ فیصد ہوا کرتا تھا ماضی میں بھی اور ماضی قریب میں بھی یہ ۴۳ اور ۴۷ فیصد رہا ہے پچھلے سال یہ حصہ ۲۹ فیصد تھا اور اس سال اسے کم کر کے ۲۳ فیصدی کر دیا گیا ہے۔ جناب والا! میں یہ بات کسی سیاسی وجوہ سے نہیں کہہ رہا ہوں میں آپ کے علم میں یہ بات لانا چاہتا ہوں کہ پچھلے کئی سال سے میں اس آواز کو اٹھا رہا ہوں اور صرف میں ہی نہیں بلکہ اس ملک کے independent economists . اس بات کو محسوس کر رہے ہیں اور اس بات کا نوٹس لے رہے ہیں مثال کے طور پر Pakistan - State of the Economy 1986-87 اس وقت مسلم لیگ کی حکومت برسراقتدار تھی لیکن ہم نے اس چیز کا نوٹس لیا اور اس رپورٹ میں ہم نے کہا۔

"The working group also views with concern the concentration of fiscal powers in the hands of the Federal Government. It was noted that total tax and non tax revenue of all provincial governments are estimated to account for only 19.4 percent of their general revenue receipts during 1986-87 while 80.6 percent represent federal tax assignments and grants. A smimilar position has been observed in the case of federal and provincial Annual Development Programmes. In the overall Annual Development Programme of Rs. 47 billion provided for in the budget for 1986-87 the provincial ADP aggrigates to rupees 12 billion or 25.5 percent of the total. It was noted that during the period 1972-73 to 1979-80 the share of provinces in the overall ADP had been declining and had come down from 41 percent to 16 percent."

اور ہم نے یہ recommend کیا تھا کہ یہ بڑا اہم مسئلہ ہے اِس کو اس طریقے سے نظر انداز نہ کیا جائے۔

"The group noted that at present there is too much concentration of fiscal powers as well as responsibility for planning and development in the hands of the Federal Government. While Provincial Governments are almost totally dependent on the Centre. Democratization of the institutions requires

that representative bodies at all levels should have adequate powers to raise funds to meet as fully as possible the needs of the people they represent. There is, therefore, an urgent need to introduce wide ranging reforms in the existing inter-governmental arrangements regarding taxes and framing of the Annual Development Programme."

یہ دراصل بنیادی مسئلہ ہے اِس وقت اِن حالات میں جب کہ Provincial autonomy ہمارے ملک کا سب سے sensitive issue بن گیا ہے جب کہ ملک میں مرکز گریز، رجحانات، حتیٰ کہ secessionist رجحانات بھی جنم پا رہے ہیں اِس موقع کے اوپر Annual Development Plan میں صوبوں کو اِن کا حق نہ دینا اور صوبوں کو حق مانگنے پر نظر انداز کر دینے سے deadlock کی کیفیت پیدا ہو رہی ہے۔

جناب والا! کل وزیر عدل نے نہ معلوم کس mood میں یہ بات کہی تھی کہ جو باتیں یہاں کہی جا رہی ہیں یہ Official Secrets Act کے منافی ہیں چونکہ مجھے اب بھی کچھ باتیں ایسی کہنی ہیں اِس لیے میں چاہتا ہوں کہ آگے بڑھنے سے پہلے میں یہ بات آپ سے عرض کروں کہ Official Secrets Act میں نے منگوا کر دوبارہ پڑھا ہے اور اس کے تمام مندرجات کو آپ دیکھ لیجیے۔ اِن میں یہ بات کہ صوبوں اور مرکز کے درمیان وسائل کی تقسیم کی کیا نوعیت ہے نیشنل اکنامک کونسل میں اس سلسلے میں کیا مطالبات صوبوں نے پیش کیے ہیں۔

اور وہ مطالبات اگر وہ قوم کے سامنے لے کر آتے ہیں جو کچھ رویہ اِن کے ساتھ اختیار کیا گیا اِس پر وہ احتجاج کرتے ہیں note of dissent دیتے ہیں اور deadlock کی صورت میں راستہ بتلاتے ہیں کہ کس طریقے سے آگے نکلا جا سکتا ہے، اِن میں سے کسی پر Official Secrets Act کا اطلاق نہیں ہوتا جن خطوط کو میں نے

ایوان کے سامنے پیش کیا ہے وہ پبلک پراپرٹی ہے یہ وہ خطوط ہیں جنہیں officially
پریس کانفرنس میں release کیا گیا جن کا جواب وزیر عدل نے کمال عنایت سے برووقت فرمایا
اس کے بعد بھی اگر وہ اس کو Official Secrets Act کی زد میں قرار دیتے ہیں
تو میں سمجھتا ہوں کہ صریحاً ناانصافی ہے وہ documents جن کو پہلے
confidential اور secret قرار دیا جائے انہیں پھر اگر کوئی متعلقہ فرد حاصل کرتا ہے
یا پھیلاتا ہے تو ان پر Official Secrets Act کا اطلاق ہوتا ہے میرا خیال یہ ہے کہ
اس معاملے میں ہمیں احتیاط برتنی چاہیے اور جہاں تک پارلیمنٹ کا تعلق ہے تو جناب والا!
برٹش پارلیمنٹ میں تو آپ کو معلوم ہے کہ ایسے ایسے secrets انہوں نے وہاں پیش کیے
ہیں جنہیں فی الحقیقت اگر ایوان سے باہر پیش کیا جائے تو وہ قانون کی زد میں آتے ہیں لیکن
پارلیمنٹ پھر بھی محفوظ ہے اور وہاں ان چیزوں کو لایا جا سکتا ہے بشرطیکہ ہم یہ سمجھیں کہ یہ
قومی مفاد میں ہیں اور ہمیں اس بات کا احساس ہے کہ کیا چیز قومی مفاد میں ہے اور کیا چیز
نہیں ہے۔

جناب والا! سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ اس کو کم کیا گیا ہے دوسری بات آپ یہ
دیکھیے کہ Annual Development Programme میں اضافہ کیا گیا ہے تقریباً ساڑھے
پانچ بلین روپے کا، لیکن یہ سارے کا سارا اضافہ مرکز میں ہے صوبوں کا nominal terms
میں بھی، کچھ اضافہ نہیں کیا گیا، لطف کی بات یہ ہے کہ اس اضافہ کو استعمال کیا جا رہا
ہے وزیر اعظم صاحبہ کا نیا مکان بنانے کے لیے، جس کے لیے اسی پلان میں پہلی قسط
کے طور پر ساڑھے سات کروڑ روپے رکھے گئے ہیں اسے استعمال کیا جا رہا ہے وزراء
کرام کے مکان بنانے کے لیئے، جس کے لیئے چار کروڑ روپے کی رقم رکھی گئی ہے۔
لیکن صوبوں کے لیے ایک پائی کا اضافہ بھی نہیں کیا گیا اور real terms میں اگر آپ
دیکھیں، گیارہ فیصد inflation 3% population rise تو real terms میں
ADP صوبوں کا ۱۴ فیصدی کم کر دیا گیا ہے، پھر اس پر مستزاد پبلک ورکس پروگرام ہے۔
جس کے بارے میں جیسا کہ ہم پہلے ہی ایوان میں آپ کی خدمت میں عرض کر چکے ہیں کہ اس
کے تحت ایک parallel government قائم کرنے کی کوشش کی گئی ہے جس کے ذریعے
سے صوبوں کا by pass کیا گیا ہے جس کے ذریعہ سے crisis کی situation پیدا

[Prof. Khurshid Ahmed]

ہوگئی ہے بلوچستان کے اندر اور پنجاب کے اندر۔

جناب والا! یہ تھیں وہ چیزیں جن کو کہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ نے اور بلوچستان کے وزیر اعلیٰ نے اٹھایا اور اپنا حق مانگا لیکن اس کا جواب انہیں کیا دیا گیا کہ لیتے ہو تو لو ورنہ ہم یہ بھی واپس لے لیں گے۔ جناب والا! فلاں ٹائپ کی گورنمنٹ نے فلاں ٹائپ کی گورنمنٹ کے بارے میں باتیں باہر لانا Official Secrets Act کے خلاف نہیں ہے اور وہ اخبارات کو leak کی جا سکتی ہیں تو یہ بات بھی قوم کے سامنے آنی چاہیے کہ اتنی اہم بحث میں اگر وزیر اعظم اخبار پڑھنے کو زیادہ اہمیت دیتی ہیں بہ نسبت بحث میں حصہ لینے کے، اگر وہ ڈپٹی چیئرمین، پلاننگ کمیشن سے یہ بات پوچھتی ہیں کہ Annual Development Plan کے اندر کیا Defence کے اخراجات بھی شامل ہیں، ان کو یہ تک معلوم نہیں ہے کہ Annual Development Plan کیا ہوتا ہے اور کیا نہیں ہوتا ہے اور جب صوبے مطالبہ کرتے ہیں کہ تو کہتے ہیں یہ لو ورنہ Sandak project بھی واپس لے لیا جائے گا تو یہ وہ attitude ہے جس کی بنا پر وزرائے اعلیٰ مجبور ہوئے۔

جناب چیئرمین: جی اعتزاز احسن صاحب۔

Mr. Aitzaz Ahsan: Sir, absolutely false aspersions have been cast and particularly when the learned Senator was not personally present there. False statements on the basis merely of hearsay are being allowed. They will be picked up by the Press also naturally and an impression is being created as if this meeting was not being taken seriously by the Prime Minister. She was reading a newspaper. All that the story about the residence of the Prime Minister again all that is false - absolutely false and I submit that the learned Senator be asked to refrain from going into it. If he was present and this had happened, one might have said alright, you were there, you may be making a false statement but you have right to state rightly or wrongly on this occasion. He was not in the NEC and he has been misled if anybody has told him these facts. I was present, Mr. Javed Jabbar was present, non of these things have happened and I do not know why he wants to feed the Press.

جناب چیئرمین: جی فصیح صاحب۔

سید فصیح اقبال: میں وزیر داخلہ صاحب کی خدمت میں عرض کرتا ہوں کہ ہمارے وزیر اعلیٰ بگٹی صاحب جو کہ ایک اہم رکن ہیں وہ کل پریس کانفرنس میں وہاں موجود تھے انھوں نے ذرا سی بات بھی بتا دی اور

یہ بھی چیلنج کیا کہ اگر یہ official secret ہے تو یہ میں سب کو دیتا ہوں مجھے presecute کرو۔ چیف منسٹر بلوچستان نے وہاں کا آنکھوں دیکھا حال ... اس لیے بتایا کہ کل میں جا کر اپنے صوبے میں لوگوں کو face کر سکوں کہ میں نے وہاں کیا کہا ہے اور اس میٹنگ میں کیا ہوا یہ تھا؟ پورے نو گھنٹے کی کارروائی انہوں نے بتائی، جو کہ آج اخبارات میں من و عن آئی ہے لہٰذا یہ بات ان کی غلط ہے کہ ہمارے ایک معزز ساتھی جو بیان کر رہے ہیں وہ غلط ہے۔ میں کہتا ہوں کہ یہ بالکل حقیقت پر مبنی ہے اور وزیر اعلیٰ پنجاب یہاں نہیں تھے چیف منسٹر بلوچستان نے کل رات کو کھانے پر تمام وقت پریس کو یہ باتیں بتائیں بلکہ آپ کے متعلق بھی جو باتیں بتائیں اس کو آپ refute نہیں کر سکتے۔ وہ پروفیسر صاحب موجود تھے یا نہیں تھے۔۔۔۔

جناب اعتزاز احسن: میں جناب تھوڑی سی وضاحت کر دوں۔۔۔۔

سید فصیح اقبال: میں صرف ایک چیز اور عرض کر دوں۔

جناب اعتزاز احسن: میں ایک وضاحت کر دوں، میرے خیال میں وہ جس کھانے کا ذکر کر رہے ہیں۔ وہ نو گھنٹے نہیں چلا، کیونکہ انہوں نے فرمایا یہ ہے کہ بگٹی صاحب نے پورے نو گھنٹے کی کارروائی بتائی۔

سید فصیح اقبال: میں این ای سی کی میٹنگ کی بات کر رہا ہوں۔

جناب اعتزاز احسن: پورے نو گھنٹے کی کارروائی بتانے کے لیے پورے نو گھنٹے لگنے چاہئیں تو یہ جزوی باتوں سے impressions لے کر partial report نہیں، چاہے بگٹی صاحب کی ہو، ان کو exaggerate کر کے اور wrong basis, false basis پر بات نہیں کرنی چاہیے۔

سید فصیح اقبال: میں این ای سی کی بات کر رہا ہوں اس کے متعلق انھوں نے یہ باتیں کل کھانے میں بتائیں۔

(مداخلت)

پروفیسر خورشید احمد: انشاءاللہ وزیر داخلہ کو فرار کی راہ نہیں ملے گی، لیکن میں بالکل ادب سے عرض کرتا ہوں کہ خدا گواہ ہے میں نے ان باتوں کو جو ریفر کیا ہے بڑے دکھ سے کیا ہے۔ اور میں ان کو قطعاً emphasize نہیں کرنا چاہتا میری اصل کوشش یہ ہے کہ مسائل پر بات کریں لیکن مجھے دکھ ہوتا ہے کہ آپ حضرات seriousness کے ساتھ ان قومی معاملات کو نہیں لے رہے ہیں اور پھر جب آپ کا دل چاہتا ہے کھڑے ہو کر کہہ دیتے ہیں کہ یہ جھوٹ ہے یہ غلط بیانی ہے، حالانکہ

[Prof. Khurshid Ahmed]

اسی محفل کے ذمہ دار افراد نے یہ تمام باتیں publicly ہم سب سے کہی ہیں اور ہم جو بات کہہ رہے ہیں وہ کسی دشمن کی کہی ہوئی بات پر نہیں کہہ رہے ہیں اور یہی یہ بات کہ جس چیز کی چاہتے ہیں آپ تردید کر دیتے ہیں حالانکہ خود آپ کے جلسے، ہمیں معلوم ہیں کہ جو آپ لوگوں نے وہاں کہے ہیں لیکن ہم ان کو سامنے نہیں لا رہے ہیں لیکن اب میں اس سے آگے بڑھتا ہوں یعنی میں نے جو باتیں کہی ہیں اگر ان سے ان کو دکھ پہنچتا ہے اور مجھے خود دکھ پہنچتا ہے ان باتوں سے، کاش کہ وہ نہ ہوتیں۔ لیکن فرض کیجیے کہ اگر ان پر ان کو اعتراض ہے تو میں ان پر بالکل insist نہیں کروں گا۔ لیکن میں چاہتا ہوں کہ خدارا، آپ اصل مسائل پر تو آئیے۔ اور اصل مسئلہ یہ ہے کہ صوبائی خود مختاری کا احترام آپ نہیں کر رہے ہیں فیڈریشن کے معانی ہیں، صوبائی حکومتوں کی کوارڈینیشن، جو ایک دوسرے کے معاون ہیں اور اس معاملے میں دو مختلف پارٹیوں سے تعلق ہونا۔ دو مختلف نقطہ ہائے نظر کا علمبردار ہونا، کبھی حائل نہیں ہوتا بلکہ فیڈریشن میں رول یہ ہے تقریباً exception یہ ہوتی ہے کہ مرکز میں اور صوبوں میں تمام مقامات پر ایک ہی پارٹی کی حکومت ہو جمہوری نظام میں اختلاف ہوتا ہے لیکن آپ نے اس اختلاف کو انا کا مسئلہ بنا کر اسے steam-roll کرنے کی کوشش کی ہے جس کی بنا پر یہ ساری پیچیدگیاں پیدا ہو رہی ہیں۔

جناب والا! اس سلسلہ میں سب سے پہلے آپ کی توجہ اس چیز کی طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ہمارا دستور بہرحال ایک فیڈرل Constitution ہے اور اس Federal Constitution کو جس طریقے سے ہم بنانے میں کامیاب ہوئے تھے سب سے پہلے میں چاہتا ہوں کہ آپ کی توجہ اس طرف مبذول کراؤں آپ کو معلوم ہے کہ ۱۹۵۶ کے آئین میں provincial autonomy کی کچھ دوسری صورت حال تھی لیکن ۱۹۷۳ کے آئین میں provincial autonomy کی صورت کو بدلا گیا، زیادہ provincial autonomy دی گئی give and take کے ذریعہ سے دی گئی، باہم گفتگو کے ذریعے دی گئی اور وہ پارٹیاں بھی کہ جن کو مطعون کیا جاتا تھا کہ یہ ایک ایسی provincial autonomy چاہتی ہیں جو آزادی تک لے جانے والی ہے ان سب کو مشورے میں شریک کیا گیا اور سب نے by agreement یہ طے کیا کہ یہ ہے مرکز کی پوزیشن، میرے پاس جناب والا! ۱۹۷۳ کے آئین کی جس وقت کہ یہ Constitution بن رہا تھا proceedings ہیں۔ اور ان میں آپ یہ دیکھیں گے کہ حکومت کی طرف سے اس بات کو پیرزادہ صاحب نے، اٹارنی جنرل نے حنیف خاں صاحب نے ان سب

نے اسکو emphasize کیا اور خود اس وقت کے وزیراعظم نے اس بات کا اعتراف کیا اور اس پر کریڈیٹ لیا کہ ہم نے اس بات کی کوشش کی ہے کہ سب سے مل کر کے سب کو accommodate کر کے ایک ایسی صورت اختیار کریں کہ جس میں provincial autonomy محفوظ ہو سکے اور مرکز اور صوبوں کے درمیان ماضی میں جو کھچاؤ رہا ہے اور جس کی بنا پر مشرقی پاکستان میں غیر معمولی حالات پیدا ہوئے تھے یہ صورت پیدا نہ ہونے پائے۔

میں حنیف خاں صاحب کا ایک کوٹیشن پیش کرتا ہوں صفحہ نمبر ۲۲۳، جس میں انہوں نے بتلایا ہے۔

جناب والا! کتنی خوش آئند بات ہے کہ اس آئین کا یہ سب سے بڑا محرکہ ہے اور مختلف پارٹیوں سے جو accord کیا گیا ہے وہ کس قدر کامیاب ہوا اور اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جو آج ہم حزب اختلاف کی طرف سے یہ بات سن رہے ہیں کہ صوبوں اور مرکز کے اختیارات میں جو تقسیم ہے اس کے اوپر ان کو اعتراض نہیں ہے۔ اس کے بعد وہ بتلاتے ہیں کہ صوبوں اور مرکز کے اختیارات جو اس مسودے میں دیے گئے ہیں اس میں کوئی چیز قابلِ اعتراض نہیں ہے۔ اور صوبائی عصبیت کا نعرہ اس آئین کے اندر پہلی دفعہ صدر ذوالفقار علی بھٹو اور ان کی پارٹی کی قیادت میں ختم ہوا اور اس پارٹی کے ساتھ ہماری پارٹی کے آزاد ممبران، کونسل مسلم لیگ، جماعت اسلامی، کنونشن مسلم لیگ، جمعیت علما پاکستان۔ یہ سب افراد اس میں شریک ہیں اس طرح دراصل ایک consensus سے چیز بنی تھی۔

جناب والا! اس وقت کے اٹارنی جنرل جناب یحییٰ بختیار صاحب نے بھی اس سلسلے میں یہ بات کہی تھی۔

"The then Attorney-General Mr. Yahya Bakhtiar claimed hat the 1973 Constitution sought to lay the basis of the Feder-tion and not only has provincial autonomy been built into the amework of the unity of the country but new institutions ave also been evolved. The institution of the common interests hich will be responsible for subjects like Railways, Water and dustrial development projects and in this Council provinces ill be associated with Federal Government".

اسی طریقے سے وزیراعظم نے بھی جو اس وقت صدر تھے بعد میں وزیراعظم بنے اس بات کا کریڈیٹ لیا کہ ہم نے provinces کو accommodate کیا ہے سینیٹ کا ادار

[Prof. Khurshid Ahmed]

بنایا ہے Council of Common Interests بنائی ہے Joint Session ہم لیکر
آئے ہیں؟ اور حقیقت یہ ہے کہ یہ وہ چیزیں ہیں جس کی بنا پر فیڈریشن مضبوط ہوتی ہے اور فیڈریشن
کے مسائل کو طے کرنے کے لیے ایک صحیح mechanism بن جاتا ہے۔
اس سلسلے میں میں آپ کی توجہ جناب والا! اس طرف مبذول کرانا چاہتا ہوں کہ ملک
کی ساری parties نے اس معاملے میں commit کیا ہے عوام سے، موجودہ انتخابات
کے اندر، کہ provincial autonomy کی حفاظت کی جائے گی Provincial
autonomy کو آگے بڑھایا جائے گا اور میں اس معاملے میں سب سے پہلے خود پاکستان
پیپلز پارٹی کا منشور آپکے سامنے پیش کرنا چاہتا ہوں جس میں ایم آر ڈی میں تو یہ بہت آگے
بڑھ گئے تھے لیکن میں ایم آر ڈی کی بات نہیں کر رہا ہوں میں اس وقت اپنی بات کو
صرف پیپلز پارٹی کے منشور تک رکھنا چاہتا ہوں اور پیپلز پارٹی کو یاد دلانا چاہتا ہوں کہ اس
نے اس سلسلے میں عوام سے کیا commitment کی ہے اختیارات کی تقسیم ۔۔۔۔

Mr. Chairman: Mr. Hasan A. Shaikh on point of order.

Mr. Hasan A. Shaikh: Sir, only a Minister of State is here to take notes. *(Interruptions)*

Mr. Chairman: There are two Ministers of State.

Prof. Khurshid Ahmed: The two Ministers of State make on Minister.

Mr. Chairman: You see a Minister of State under Article 57 of the Constitution has the same rights as a Minister to participate in the proceedings of the House, and, therefore, the Minister especially a very competent honourable Minister like Mr. Javed Jabbar and Mrs. Shahnaz Wazir Ali, they are fully competent to take down notes and I am sure, they will ultimately brief the other honourable Minister Dr. Sher Afgan Khan Niazi who, I assume, will be winding up the debate.

Mr. Javed Jabbar: I will inform as to which Minister will be winding up.

Mr. Chairman: Fine.

So, I am sure, the Ministers will act in coordination with

each other in the federal spirit.

Yes, Prof. Khurshid Ahmed Sahib.

پروفیسر خورشید احمد: جناب عالی! پیپلز پارٹی کے منشور کا حصہ دوم "باب تین" ہم سمجھتے ہیں کہ عوام کی خود مختاری کا مسئلہ صرف صوبوں اور مرکز کے درمیان بلکہ ایک صوبے اور دوسرے صوبے کے درمیان پایا جاتا ہے بلکہ خود صوبوں کی حدود کے اندر بھی عوام اپنے معاملات میں مجبور و بے بس ہیں۔ ہمارے انتخابی منشور کے تمام امور کی بنیادی روح یہی ہے کہ انتظامی ڈھانچوں میں تبدیلیوں کے ذریعے عوام کو زیادہ اختیارات سونپے جائیں اور اس مقصد کے لیے مندرجہ ذیل اداروں کے آئینی اختیارات میں اضافہ، جناب والا، میں خصوصیت سے عرض کرنا چاہتا ہوں آرٹیکل نمبر ۳۰۲ میں :-

نمبر ۱۔ سینیٹ۔ نمبر ۲۔ مشترکہ مفادات کی کونسل، نمبر ۳ قومی مالیاتی کمیشن۔ نمبر ۴۔ مسائل اور ضروریات۔ نمبر ۵۔ ٹیکسوں کی آمدنی، آبادی، شہری و دیہی آبادیوں کا باہمی تناسب آرٹیکل ۳۰۵ میں کہا جاتا ہے کہ آئین میں موجود مرکزی اختیارات کی فہرست کا خاتمہ، صوبوں کے مالی اور انتظامی اختیارات میں اضافہ، آرٹیکل نمبر ۳۰۶ کہتا ہے کہ مرکزی حکومت اور اس کے زیر انتظام خود مختار اداروں میں صوبہ جاتی کوٹے پر ملازمین کا تقرر۔ صوبائی پبلک سروس کمیشن کے ذریعے آرٹیکل نمبر ۳۱۳ کہتا ہے مرکزی اختیارات میں کمی اور ان اختیارات کی عوام کی نچلی سے نچلی سطح پر درجہ بدرجہ منتقلی ہمارے سماجی شعور کے ارتقاء اور معاشرے کی مجموعی ترقی کے لیے لازمی ہے ہم سمجھتے ہیں کہ جب تک زیادہ سے زیادہ اختیارات عوام کی سطح تک نہیں لے جائیں گے صوبائی خود مختاری کے مسائل حل نہیں ہوں گے عوام کا اعتماد اور وفاق کا استحکام بحال نہیں ہو سکے گا

جناب عالی! ایک شق میں اور بھی آپ کی خدمت میں پیش کرنا چاہتا ہوں وہ میری نگاہ میں بڑی اہم ہے اور وہ یہ ہے کہ اسی منشور میں دیہی ترقی کا مربوط پروگرام، جواب پیپلز ورکس پروگرام بنا ہے لیکن اسکے بارے میں وعدہ کیا گیا تھا کہ اس کے الفاظ یہ ہیں کہ دیہی ترقی کے مربوط پروگرام کا دائرہ کار بڑھا کر اسکو بلدیاتی اداروں کے زیر اہتمام لایا جائے گا یعنی Established Constitutional administrative structure of جو provincial autonomy کا ہے جو صوبوں اور لوکل گورنمنٹ سے آراستہ ہیں ان کے ذریعے سے کام کو انجام دیا جائے گا یہ 28.11 clear commitment کے اندر پیپلز

[Prof. Khurshid Ahmed]

پارٹی کے منشور میں موجود ہے۔ جناب والا! میں چاہتا ہوں کہ اس کے بعد آپکی توجہ اسلامی جمہوری اتحاد کے منشور کی طرف مبذول کراؤں یہ دوسری بنیادی پارٹی ہے اور اس نے بھی یہ بالکل واضح commitment کی تھی۔ کہ ایم۔آر۔ڈی کے منشور میں دستوری اور قانونی اصلاحات کے ضمن میں کہا گیا ہے کہ دفاع، ایٹمی توانائی، امور خارجہ، کرنسی، اور وفاقی مالیات، بیرونی تجارت و مواصلات اور ایسے دوسرے امور جن پر مرکز اور متعلقہ صوبے یا صوبوں کے درمیان اتفاق ہے یہ بڑی اہم چیز ہے ہم اس کے دائرے کو وسیع کرنا چاہتے ہیں لیکن arbitrarily نہیں جن پر مرکز اور متعلقہ صوبے یا صوبوں کے درمیان اتفاق ہو وہ مرکز کے پاس رہیں گے باقی تمام اختیارات قانوناً صوبوں کو دیے جائیں گے اور انہیں مکمل صوبائی خود مختاری حاصل ہوگی نیز اس امر کا موثر انتظام کیا جائے گا کہ وفاقی اور صوبائی حکومتیں اپنے اپنے فرائض دستور کے مطابق انجام دیں اور ان سے انحراف کا موثر سدِباب ہو سکے۔

جناب والا! پاکستان مسلم لیگ نے اپنے منشور میں اسی چیز کو اس طرح ادا کیا ہے کہ پاکستان مسلم لیگ وفاقی ڈھانچے کے اندر صوبائی خود مختاری پر بھرپور یقین رکھتی ہے۔ اور اس سلسلے میں آئین کی تصریحات پر پورا پورا عمل کرے گی۔ پاکستان مسلم لیگ ملک کے مختلف صوبوں یا علاقوں کے عوام کے درمیان وسیع تر ہم آہنگی، قومی یکجہتی اور باہمی جذبہ اتحاد کے فروغ کے لیے اپنی تمام تر مساعی بروئے کار لائے گی۔ جناب پی۔ڈی۔پی نے انتخاب کے موقع پر جاری کردہ اپنے منشور میں کہا ہے کہ وفاقِ پاکستان کے ڈھانچے کے اندر تمام صوبوں کو مساوی، داخلی، خود مختاری کی دستوری اور عملی ضمانت دی جائے گی۔

جے۔یو۔آئی کہتی ہے کہ صوبوں کے حقوق کا تحفظ کیا جائے گا امور خارجہ، دفاع، کرنسی اور بین الصوبائی مواصلات کے محکمے مرکز کے پاس رہیں گے۔ بیرونی تجارت صوبوں کے پاس رہے گی۔ جبکہ پالیسی وفاقی حکومت طے کرے گی۔ بقیہ تمام معاملات میں صوبوں کو خود مختاری حاصل ہوگی۔ ملک کی سالمیت اور وحدت کے پیش نظر وہ تمام وسائل بروئے کار لائے جائیں گے جن سے تمام صوبوں کے درمیان عدم مساوات کے تفاوت کا خاتمہ ہو سکے۔ ساری پارٹیوں کے منشور میرے پاس موجود ہیں۔ جناب والا! ان سب نے اس بات کی commitment کی ہے کہ وہ ایسی صوبائی خود مختاری کی حفاظت کریں گی بلکہ اسے بڑھایا جائے گا صوبائی خود مختاری کو کم نہیں کیا جائے گا لیکن اس وقت جو کچھ کیا گیا ہے جناب والا کہ صوبائی خود مختاری کو کم

کیا گیا ہے۔

اِس سے آگے بڑھ کر جناب والا! یہ کیا گیا ہے کہ صوبوں کا جو حصہ جو حق بنتا ہے ملک کی مالیات میں اِن کو وہ حق نہیں دیا جا رہا۔ اِن کے پاس دستور کے تحت وہ اختیارات نہیں ہیں کہ وہ نیے ٹیکس خود لگا سکیں بجز چند محدود چیزوں کے۔ اور وہ چیزیں جن میں انہیں دستور کے تحت اختیار حاصل ہے وہ بھی ماضی میں، نیشنل فنانس کمیشن کے طے کردہ فیصلوں کی روشنی میں اِس کے بارے میں ایک ضابطہ بنا ہوا ہے کہ جب تک نیشنل فنانس کمیشن دوبارہ تبدیلی نہ کرے اس وقت تک انہیں تبدیل نہیں کیا جا سکتا اِس طرح آپ نے صوبوں کے ہاتھ باندھ دیے ہیں۔ اور اِس کے بعد اب آپ اِن کو وسائل بھی نہیں دیتے ہیں اور یہاں آپ تفریق برتتے ہیں خصوصیت سے، اِن صوبوں کے درمیان جہاں آپ کی اپنی جماعت کی حکومت نہیں۔ جناب والا! جناب وزیر داخلہ اگر خفا نہ ہوں تو میں یہ بات بھی کہوں گا کہ نیشنل اکنامک کونسل میں جب صوبائی خود مختاری اور صوبوں کے حق اور وہ نظام جس کے تحت صوبوں کو کام کرنا چاہیے حتیٰ کہ خود پبلک ورکس پروگرام کے بارے میں گفتگو ہوئی تو خود سندھ کے ایک وزیر نے بھی وہی موقف اختیار کیا، تائید کی اسی بات کی جو پنجاب کے اور بلوچستان کے وزیر اعلیٰ کہہ رہے تھے لیکن اِس پر اِن کو rebuff کیا گیا اور یہ کہا گیا کہ تمہیں کیا اختیار ہے یہ بات کہنے کا، اور تم کس پارٹی کے ممبر ہو۔ تو جناب والا! یہ مسئلہ پارٹیوں کا نہیں ہے ملک کا مسئلہ ہے، یہ دستور کا مسئلہ ہے یہ معیشت کا مسئلہ ہے یہ عوام کے حقوق کا مسئلہ ہے۔ خدا کے لیے اِس کو اس کے مطابق طے کیجیے۔

اب جناب والا! صورت حال یہ ہے کہ دو صوبوں نے جیسا کہ کل میں نے آپ کو خ پڑھ کر سنائے اس کو ایک dead-lock کی situation قرار دیا ہے اور حقیقت یہ ہے کہ اگر بجٹ سے پہلے پہلے اس dead-lock کو رفع نہ کیا گیا تو مجھے ڈر ہے ک مرکز اور صوبوں میں بُعد بڑھے گا پولیٹیکل پریشر بڑھے گا۔ ہم نہیں چاہتے کہ یہ معاملا سڑکوں پر طے ہوں ہم نہیں چاہتے کہ قانونی مقدمات دائر کیے جائیں ہم چاہتے ہیں ک معاملات افہام و تفہیم سے طے ہوں اور جناب والا! ہمارے دستور میں اس کے پوری گنجائش موجود ہے اِس لیے میں چاہتا ہوں کہ آپ کی توجہ آرٹیکل ۱۵ آرٹیکل ۱۵۳ کی طرف مبذول کراؤں۔ Council of Common Interest اسی مق

[Prof. Khurshid Ahmed]

سے دراصل بنائی گئی تھی کہ خصوصیت سے فیڈرل لسٹ کا پارٹ II اور فیڈرل لسٹ کے پارٹ II کے اندر جناب والا! آپ کو معلوم ہے کہ بڑی وسعت ہے اس کا بیک گراؤنڈ بھی اگر میں آپ کی خدمت میں عرض کر دوں تو یہ ہے کہ جب مشرقی پاکستان اور مغربی پاکستان تھے تو اس وقت بھی، گیس یہ تمام چیزیں صوبوں کو حاصل تھیں لیکن جب مشرقی پاکستان ہم سے جدا ہو گیا تو پھر سوال یہ تھا کہ آیا یہ ساری چیزیں دوبارہ صوبوں کو دی جائیں یا مرکز کو سونپی جائیں۔ یہاں پر صوبوں کے اختیارات کم ہو رہے تھے اور مرکز کچھ نئی ذمہ داریاں لے رہا تھا۔ اس بنا پر اس کو separate part بنایا گیا۔ یعنی فیڈرل لسٹ کو دو حصوں میں کیوں بانٹا گیا ہے ایک حصہ وہ ہے جس میں فیڈرل گورنمنٹ کو پورے پورے اختیارات دے گئے ہیں لیکن دوسرا حصہ وہ ہے جس میں وہ چیزیں شامل ہیں جو دراصل فیڈرل حکومت نے صوبوں سے لی تھیں اس بنا پر اس کے لیے Council of Common Interests کو اصل اتھارٹی بنایا گیا اس کی پالیسی بنانا اس کا احتساب کرنا اس کے معاملے میں صوبوں کی جو ضروریات ہیں ان کا صحیح اندازہ کرنا اور ان کے حقوق کا تحفظ کرنا یہ کونسل آف کامن انٹرسٹس کی ذمہ داری ہے تو اسی لیے دوسری لسٹ بنائی گئی۔ اور کونسل آف کامن انٹرسٹس وہ ادارہ ہے جس میں ان تمام بنیادی معاملات کو طے ہونا چاہئے۔ اور جناب والا! اگر آپ پڑھیں گے تو دیکھیں گے کہ اس میں جو نمبر ۳ ہے وہ بڑا وسیع ہے

اس میں کہا گیا ہے۔

"Federal Legislative List, Part II.

3. Development of industries, where development under Federal control is declared by Federal Law to bt expedient in the public interest; institutions, establishments, bodies and corporations administered or managed by the Federal Government immediately before the commencing day, including" ....

میں emphasize کروں گا "including" دوسرے نام بھی اس میں شامل ہیں لیکن اسے emphasize کیا گیا ہے

"......... the Pakistan Water and Power Development Authority and the Pakistan Industrial Development Corporation; all undertakings, projects and schemes of such institutions, establishments,

bodies and corporations, industries, projects ane ualertakings owned wholly or partially by the Federation or by a corpoiztion set up by the Federation".

اور پھر نمبر ۸ ہے۔

"8. Matters incidental or ancillary to any matter enumerated in this Part."

جناب والا! یہ ہے وہ سکوپ جس کی بناء پر ہم سارے معاملات کو کونسل آف کامن انٹرسٹس میں resolve کر سکتے ہیں۔ کونسل آف کامن انٹرسٹس کی پوزیشن یہ ہے کہ اس میں چاروں صوبوں کے چاروں وزرائے اعلیٰ اور چار فیڈرل منسٹر اور جناب والا! جب میں نے دستور سازی کے وقت کی ڈیبیٹس پڑھیں تو مجھے معلوم ہوا کہ اس وقت کچھ ممبرز نے یہ سوال اٹھایا تھا کہ کونسل آف کامن انٹرسٹس میں نادرن ایریا کی نمائندگی بھی ہونی چاہیے لیکن حکومت وقت نے یہ بات کہی کہ چونکہ وہ Federally controlled areas ہیں اور فیڈریشن کے چار نمائندے اس میں موجود ہونگے اس لیے وہ فطری طور پر ان تمام معاملات کی نگہداشت کریں گے اور ان علاقوں کا تحفظ بھی وہی کریں گے تو یہ جناب والا! وہ ادارہ ہے اگر پرائم منسٹر اس کا ممبر ہو تو دستور کے تحت وہ اس کا چیئرمین ہوگا ورنہ کوئی ایک فیڈرل منسٹر۔ یہ ادارہ بڑے اہم اختیارات رکھتا ہے اور ان اختیارات میں سب سے پہلی چیز یہ ہے کہ یہ جوابدہ ہے پارلیمنٹ کو۔ یہ حکومت کو جوابدہ نہیں ہے یہ بجٹ یا فنانس بل کی طرح صرف نیشنل اسمبلی کو جوابدہ نہیں ہے۔ یہ ادارہ مجلس شوریٰ کو جوابدہ ہے۔ پارلیمنٹ کو جواب دہ ہے۔ سینیٹ اور نیشنل اسمبلی دونوں کو۔

دوسری چیز جناب والا! یہ قابل غور ہے کہ مجلس شوریٰ۔

"154. (4). *Majlis-e-Shoora* (Parliament) in joint sitting may from time to time by resolution issue directions througt the Federal Government to the Council generally in a particular matter to take action as *Majlis-e-Shoor* (Parlis ment) may deem just and proper and such directions shall be binding on the Council".

یہ دراصل وہ چیز ہے جس کی بنا پر پارلیمنٹ فیڈرل لسٹ کے پارٹ II کی اصل نگران اور محافظ ہے۔ اور اسی دستور کے تحت اگر کوئی conflict واقع ہوتا ہے تو اس صورت میں ایک پراونس یا فیڈرل

[Prof. Khurshid Ahmed]

گورنمنٹ کو اس بات کا اختیار ہے - میں پڑھتا ہوں جناب والا!

"154. (5) If the Federal Government or Provincial Government is dissatisfied with a decision of the Council, it may refer the matter to *Majlis-e-Shoora* (Parliament) in a joint sitting whose decision in this behalf shall be final."

جناب والا! دستور کے تحت جو crisis اس وقت ہے اس کا ایک ہی حل ہے اور وہ حل یہ ہے کہ کونسل آف کامن انٹرسٹس کی میٹنگ فوراً بلائی جائے۔ اگر کونسل آف کامن انٹرسٹس میں یہ معاملہ طے ہو جاتا ہے۔ تو فبہا اگر وہاں طے نہیں ہو پاتا تو پھر پارلیمنٹ کی جائنٹ سٹنگ بلائی جائے اور جائنٹ سٹنگ اس معاملے میں جو بات طے کرے کہ کتنا ایلوکیشن صوبوں کے لیے ہونا چاہیئے - صوبوں نے پبلک ورکس پروگرام کے بارے میں جو اعتراض کیے ہیں اور جن اعتراضات کو رفع کیے بغیر وہ کسی تعاون کے لیے ہرگز تیار نہیں، ان کو کسی طرح رفع کیا جائے اور اس طرح اس ملک کے آئندہ کے مالی معاملات، ترقیاتی معاملات خوش اسلوبی کے ساتھ طے ہو سکیں۔ دستور کے تحت اس کا حل نکالنے کا یہی راستہ ہے۔

جناب والا! یہ بھی کہا گیا ہے کہ حکومت پر الزام لگایا گیا ہے کہ وہ کونسل آف کامن انٹرسٹس کی میٹنگ نہیں بلا رہی ہے۔ خدارا آپ یقین رکھیں ہمارے پیش نظر نہ کسی پر الزام لگانا ہے۔ اور نہ کسی کو زچ کرنا ہے۔ ہم نے یہ بات اس لیے کہی کہ پانچ چھ اخبارات کے اندر وزیر عدل کے ریفرنس سے یہ بات آئی کہ یہ مطالبہ ناروا ہے غلط ہے کونسل آف کامن انٹرسٹس کو نہیں بلانا چاہیئے۔ un-warranted ہے un-called ہے۔ unjustified ہے۔ unacceptable ہے۔ اس بنا پر ہمیں یہ بات کہنا پڑی لیکن اگر حکومت کا رویہ مفاہمانہ ہے تو ہم اس کا خیر مقدم کرتے ہیں اور میں اس بات کے لیے بھی تیار ہوں اور مجھے یقین ہے کہ میرے رفقاء میرے ساتھ تعاون کریں گے اگر حکومت کو اس بات پر تکلیف ہے۔ تو ہم نے اپنے ریزولیوشن کے اندر یہ بات کہی ہے کہ کونسل آف کامن انٹرسٹس کو بلایا نہیں جا رہا ہے۔ ہرگز کسی لفظ پر جس سے آپ کو دکھ پہنچتا ہو۔ اصرار کرنا ہمارا مقصد نہیں ہے۔

ہمارا مقصد دراصل حل نکالنا ہے اور اس لیے جناب والا! میں یہ بات عرض کرنا چاہوں گا کہ اس ڈسکشن کے بعد یہ ایوان رول ۱۹۴ کے تحت ایک senstantive resolution پاس

کرے۔ میں آپ کی توجہ پھر مبذول کراؤں گا رول ۱۹۴ کی طرف کہ جس میں یہ بات واضح طور پر کہی گئی ہے کہ

"194. A motion that the policy or situation or statement or any other matter be taken into consideration shall not be put to the vote of the Senate, but the Senate shall proceed to discuss such matter immediately after the mover has concluded his speech and no further question shall be put at the conclusion of the debate at the appointed hour unless a member moves a substantive motion in appropriate terms to be approved by the Chairman and the vote of the Senate shall be taken on such motion".

تو جناب والا! میں چاہتا ہوں کہ substantive motion یہ ایوان منظور کرے اور وہ راستہ نکالنے کے لئے ہے۔ علاوہ معاملات کا حل تلاش کرنے کے لئے ہے وہ کسی کو condemn کرنے کے لئے نہیں ہے۔ اس کے الفاظ یہ تجویز کر رہا ہوں۔

"The Senate views with serious concern the deadlock between the federal and provincial positions on issues of vital economic significance at the meeting of the National Economic Council on 23rd May, 1989, resulting in a constitutional crisis between the relations of the federal and at least two provincial governments. The Senate requests the Federal Government to immediately call a meeting of the Council of Common Interests to resolve this crisis before the federal budget and annual development plan are announced, failing which the Senate request the President to summon a Joint Sitting of the *Majlis-e-Shoora* (Parliament) to consider issuance of direction as contemplated in clause (4) and (5) of Article 154 of the Constitution.

اس میں سے میں نے جناب والا! یہ بات نکال دی جو میری ابتدائی move میں تھی کہ حکومت جو ہے اس نے decline کیا ہے Council of Common Interests کو بلانے سے، یہ ایک gesture ہے goodwil. کا اس لئے کہ میرے پیش نظ خدا گواہ ہے کہ condemnation کے مقابلے میں... حالانکہ ہمیں دکھ ہے جو کچھ ہو رہا ہے اس پر یہ دستور کی خلاف ورزی ہے اور اس کا نقصان ہو گا federation rovinces کو بھی لیکن ہم اس بحث میں نہیں پڑنا چاہتے ہم راستہ نکالنا چاہتے ہیں

[Prof. Khurshid Ahmed]

اس لئے substantive move کے اندر میں صرف positive بات دے رہا ہوں
اور وہ یہ ہے کہ اس deadlock کو ختم کرنے کے لئے جو دستوری راستہ ہے یعنی
وفاقی حکومت Council of Common Interests کی میٹنگ بلائے اور معاملہ
طے کرے اور اگر وہاں معاملہ طے نہ ہو یا کونسل کو نہ بلایا جائے تو پھر صدر مملکت Joint Session
بلائیں اور اس کے اندر اس کو طے کیا جائے اور جناب والا! میں آپ سے عرض کرنا چاہتا ہوں کہ
جہاں تک میں نے دستور کا اور رولز کا مطالعہ کیا ہے رولز کے اندر، دستور کے اندر صرف
ایک ہی راستہ ہے۔ Joint Sitting کو call کرنے کا عام requisition نہیں ہے اور
اس کی شکل یہی ہے کہ یا صدر خود بلائے اور یا پھر اس قسم کے deadlock کی صورت
میں فیڈرل گورنمنٹ یا کوئی بھی پروونشل گورنمنٹ Joint Sitting کا مطالبہ کرے تو یہی طریقہ ہے
اس کو requisition کرنے کا اور اس بنا پر اس سینیٹ کی ذمہ داری ہے فیڈریشن کے نمائندے
کی حیثیت سے، صوبوں کے نمائندے کی حیثیت سے اور ملک میں دستوری توازن کو برقرار رکھنے
والے ادارے کی حیثیت سے کہ ہم آگے بڑھیں اور فیڈرل گورنمنٹ اور صدر، دونوں کو ان کی
دستوری ذمہ داری پوری کرنے کا مشورہ دیں تلقین کریں مطالبہ کریں اور اس طرح ہم ایک
constitutional crisis کو حل کریں آپ کے اس ملک میں جو دستوری خلاء واقع
ہوا تھا اگست ۱۷، کے واقعہ کے بعد، سینیٹ نے اور سینیٹ کے چیئرمین نے اس کے
اندر ایک مثبت رول ادا کیا اور الحمد للہ ملک جمہوریت کی راہ پر آ گیا آج پھر ہم اسی تاریخی
لمحے پر ہیں جو crisis پیدا ہوا ہے یہ unique ہے اس سے پہلے پاکستان کی تاریخ میں اس
شکل میں crisis کبھی پیدا نہیں ہوا۔ لیکن دستور میں گنجائش ہے اور ہم پھر سینیٹ کو دعوت
دے رہے ہیں کہ وہ ایک تاریخی کردار ادا کرے اور دستور کے مطابق قوم کو بتائے کہ اس بحران کا حل
یہ ہے کہ فیڈرل گورنمنٹ فوراً Council of Common Interests کی میٹنگ بلائے اور
وہاں طے کرے اور اگر وہ نہیں بلاتے ہیں یا وہاں ایک متفقہ فیصلہ نہیں ہو پاتا تو Joint
Sitting of the Parliament بلائی جائے وہاں اس کو طے کیا جائے اس کے بعد بجٹ لایا
جائے ورنہ بجٹ اس ملک میں مزید خلفشار، پریشانی، اختلاف اور ضرر کا ذریعہ بن سکتا ہے۔ اس
لئے ہم پوری دلسوزی کے ساتھ آپ سے اپیل کرتے ہیں اور سینیٹ کو اپنے اس کردار کو ادا کرنے
کی دعوت دیتے ہیں، شکریہ جناب!

جناب چیئرمین ۔ رولز کے مطابق بولنے کا پہلا حق محرکین کا بنتا ہے لیکن مجھے
یہ اطلاع دی گئی ہے کہ محرکین نے اس بات پر اتفاق کیا ہے کہ ڈاکٹر محبوب الحق پہلے اس پر
بول لیں۔

Is that correct ?

Voices: Yes.

Mr. Chairman: O.K. Then I will allow Dr. Mahbubul Haq speak on the motion.

Dr. Mahbubul Haq: Thank you Mr. Chairman. Since Prof. urshid has spoken extensively and comprehensively on this otion, I shall be extremely brief.

Mr. Chairman, a very serious situation has arisen as a sult of the deadlock in the National Economic Council to hich we must find a constitutional solution. The reason, we ust find a constitutional solution Mr. Chairman, is because we don't do so then a persistence a prolongation of this deadlock tween the federation and two provinces could leave to very ave consequences. For instance according to the press reports e federation has taken a view that the provincial governments ll not be given any more money as compared to the last year's velopment programme and if the share goes down that is o bad. But these are resources belonging to the federation d as such federation will not give these resources to the provin- al governments and they can raise their own resources. If at is the stand that is taken Mr. Chairman, tomorrow the ovinces can well question from where are these taxes being llected ? From Islamabad and Federally Administrative Terri- ries or are these being collected from the provinces and people ving there and should they be collected there ? And if that nd of a situation arises it will be very serious. There has not een so far a resolution of distribution of resources between e federation and the provinces via the National Finance ommission which has still to finalize and present its report. And struggle over the distribution of resources over the collection f taxes can really paralyse the entire financial machinery of is Government.

Secondly, differences have arisen on the mode of execution f the Peoples Works Programme I thought reasonable suggestions ave been made by the provinces particularly by the Chief Minister f Punjab as reported in the newspapers that the provincial govern-

[Dr. Mahbubul Haq]

ment would like to sit with the Federal Government and come to some mutually acceptable conclusion as to mode of execution of the Peoples Works Programme & till that is done by consensus the implementation of the Programme should be held up. Ther could not be a more reasonable suggestion that there should be a consultation between the Federation and the Province concerned on finding an acceptable mode of execution but obviously according to press reports this is ruled out that this mode of execution is already settled and nothing is there to be discussed. Now, if we do not find again a constitutional solution to this deadlock what will happen. What will happen is what already had become to happen in one province Baluchistan where the Federal Government's Jeeps, equipments, workers of a political party were impounded. They were asked to leave the province. The writ of the Federation is challenged and these are the kinds of disruptive events which take place. Unless there is a peaceful constitutional solution. Take another issue, the budget is coming, a national budget sums up the aspirations of a nation and it should be presented and discussed in a very harmonious environment but if as we gather from the press statements of the Prime Minister, over one thousand crores of new taxes are going to be levied and that is in support of a development programme that is declining, in support of development programmes which are being challenged by the provinces. They will ask what is this additional taxation from ? By increasing non-development programmes or increasing programmes that we do not support and as such there can be a challenge to the new taxation powers.

So, that is why I suggest Mr. Chairman, that it is a serious issue, it is a serious deadlock and we must try in this forum, it is our duty as Senators, as custodians of the provincial interests, it is our duty to see whether a constitutional solution is found and whether we can gently persuade the government to take that constitutional route. Let me also say Mr. Chairman, that this is the first time that such a deadlock has arisen in the National Economic Council. In the last thirty years I have been associated with Planning Commission a number of times and particularly last 7 years in the Cabinet. We always recognized in the Planning Ministry that National Economic Council is an advisory body under Article 156(2) and that is why we went backwards every time to see that the decisions which are taken, are taken by consensus and through persuation because we recognized quitely that once these decisions are challenged there will be a financial and constitutional crisis and everybody had taken the National Economic Council as a decision making body

but that was a tradition which was established - a tradition which was maintained by consensus. It has no constitutional authority except an advisory body and even the Executive Committee of the National Economic Council (ECNEC) which approves projects which everybody accepts, if a challenge comes to it, the constitutional position is that the Executive Committee of the NEC is an only advisory body and we did not wish any time that such a challenge should come and such a constitutional crisis should ever arise because we are conscious of this part of the Constitution that this is merely an advisory body and that is why it surprises me personally that why efforts were not made in both during the meeting of NEC and certainly immediately afterwards to see that the deadlock is averted.

I do not recall. Mr. Chairman, from my experience over the last 30 years of association with the Planning Commission that ever there was an Annual Development Programme considered for next year in which all the increase was given to the federation and no increase to the provinces. Never. Because we knew it will be totally unjust, totally contrary to provincial autonomy and totally unacceptable and to do it in a year when there are different governments in two provinces is only inviting a deadlock. When it was never done even at a time when all governments belonged to one political party, never was all the development resources and increases pre-empted for the centre and provinces told that you can fund for yourself and we will cut down your share and shall not give you additional resources. Now, there are many issues which were raised in the National Economic Council. Provincial share was one of them. Peoples Works Programme was another one of them. Professor Khurshid Ahmed has already dealt with them. There were also the issues of provincial autonomy. The provinces were not unreasonable and they did not suggest that these issues should be settled immediately. They raised the issue of gas and electricity connections that provinces should be responsible for them. They raised the issue of village electrification that provinces should have control over which village is to be electrified. They raised the issue of development power that those development powers which belong to the provinces previously like universities, water logging and salinity programmes and agriculture research and so on should be negotiated and returned to them. They raised the question of water distribution. They also raised the question of banks particularly as some of the provinces feel that they are not getting adequate credit from banks which are centralized in Karachi and they raised the issue generally of how the 1973 Constitution and its provincial autonomy provisions are to be

[Dr. Mahbubul Haq]

implemented and they suggested again, I believe, reasonal that these issues can be discussed in Council of Common Inter or in any other forum that the Government so desires so th there is a harmonious agreement on what is the extent of prov cial autonomy that can be negotiated within the framewo of 1973 Constitution. All these things were turned down uncer moniously, we gather and there has been no response to wh the provinces suggested.

Mr. Chairman, why are we suggesting the Council of Comm Interests should be convened? I would say for three reasons. Fir if the distribution of financial resources is to be settled betwe the federation and the provinces, then there are certain elemen in that distribution which only Council of Common Interes can decide like electricity, like natural gas. Second; if the Peopl Works Programme is implemented by the federation through a bo as village electrification is administered through WAPDA, the are items which are in the Federal List-II clause (3) and t Council of Common Interests and thirdly; we must find a prelu to convening a joint session which is the ultimate authori to decide these issues if even one province is unheard. It for these reasons, I believe, that the Council of Common Interes is a right forum, But even if the Government feels that it not the right forum. I think they should cooperate with us a try to work out a forum in which these discussions can go a deadlock can be broken and may be, they should themselves ta the lead and suggest that the joint session of Parliament c meet and take these issues in cognizance and try to find a soluti with the federation and the provinces. It is in this spirit M Chairman, that we have presented this motion and the resoluti that we wish to bring so that there is a constitutional soluti of the deadlock which can otherwise become very grave, ve serious on the financial side. Thank you very much.

Mr. Chairman: Janab Faseih Iqbal.

سید فصیح اقبال: جناب چیئرمین ! اس موضوع پر پروفیسر خورشید احمد نے بڑی مدلل تقریر کی اور اس سلسلے میں ابھی ہمارے ڈاکٹر صاحب نے بہت اچھے انداز میں سنٹر اور صوبوں کے سلسلے میں اپنے خیالات کا اظہار کیا۔ میں اس سلسلے میں دو باتیں ضرور بتانا چاہتا ہوں۔ صوبے اور مرکز کے سلسلے میں ہمیں اخبارات کے ذریعے جو اطلاعات ملی ہیں۔ اس میں پرسوں کا جو واقعہ ہے وہ بڑا غیر معمولی اہمیت کا ہے کیونکہ نیشنل

اکنامک کونسل ایک بڑا باوقار ادارہ ہے اس ملک کے بڑے سینیئر لوگ وزراء اور منسٹران کے علاوہ پرائم منسٹر بھی کی چیئرمین ہوتی ہیں اس میں اس میٹنگ کے معاملات جس طرح اخباروں میں آئے ہیں۔ یہ بڑے دکھ کی بات ہے۔ ہمیں یہ بڑا افسوس ناک لگا ہے اس چھ گھنٹے کی میٹنگ میں جیسے ہمارے وزیر داخلہ صاحب نے فرمایا کہ چھ گھنٹے کی میٹنگ تھی اور چھ گھنٹے کی میٹنگ میں جو فیصلے ہوئے پانچ گھنٹے تک جس طرح مرکز میں تجاویز بنائی جاتیں ہیں اور یہ طریقہ رہا ہے تو چاروں صوبوں کے چیف منسٹرز صاحبان تھے جب بلوچستان اور ہمارے پنجاب کی باری آئی جو اخباروں کے ذریعے معلوم ہوا ہے۔ اور ہمارے وزیراعلیٰ بلوچستان نے بھی اپنی پریس کانفرنس میں جو بریف کیا انھوں نے تمام باتیں اس لیے بتائیں تاکہ صوبوں کے یہ معاملات لوگوں تک پہنچیں ماضی میں یہ ہوتا رہا ہے کہ وہ چیزیں جو ملک کے عوام کے لیے بہتر ہوتی تھیں انہیں لوگوں سے چھپایا جاتا تھا جس کی وجہ سے صوبوں میں بڑی غلط فہمیاں پیدا ہوئی ہیں ایک صوبہ دوسرے صوبے پر سبقت لے جانے والی پالیسی پر عمل کرتا تھا میٹنگ میں جو کچھ ہوتا ہے وہ قومی معاملات کی بہتری کے کے لیے ہوتا ہے لہذا یہ کوئی ایسی چیز نہیں ہے اور یہ اجلاس کا فیصلہ ہوتا ہے کہ کون سی چیزیں بریف کی جائیں اور اس سلسلے میں ایک مروجہ طریقہ یہ ہے کہ اس میٹنگ کے بعد حکومت کے نمائندے یا ترجمان یا کسی وزیر کو یہ کام سونپا جاتا ہے کہ وہ اس میٹنگ کے بارے میں بریف کرے لیکن مجھے افسوس سے یہ کہنا پڑتا ہے کہ اس کے بارے میں جو حکومتی ذرائع ابلاغ پر باتیں آئی ہیں وہ یک طرفہ آئیں اس میں کسی طور پر حقیقی مسئلہ نہیں تھا جب دو صوبوں کے وزراء اعلیٰ نے اس کو ریجیکٹ کر دیا تھا تو یہ بات ٹی۔ وی میں آئی کہ ان تجاویز کو بلوچستان اور پنجاب نے نہیں مانا لیکن افسوس کا مقام ہے کہ جو تاثر دیا گیا ہے لیکن معلوم ہوا کہ متفقہ طور پر یہ ساری سکیمیں بنائی گئیں چونکہ یہ بہت بڑا قومی مسئلہ اس لیے ہے کہ یہ بجٹ کا مسئلہ ہے سارا سال لوگ انتظار کرتے ہیں کہ بجٹ کی تجاویز میں تمام صوبوں میں کیا کیا۔ ترقیاتی کام ہونگے اور جو کام ہو چکے ہیں اس پر حکومت کی ترجیحات کیا ہوں گی اسی طرح بلوچستان اور پنجاب کے ساتھ زیادتی ہوئی۔ میں چونکہ بلوچستان سے تعلق رکھتا ہوں، میں یہ بتانا چاہتا ہوں کہ بلوچستان کو بدقسمتی سے ہمیشہ ۴۲ سال میں پیچھے رکھا گیا ہے اور چونکہ بلوچستان کو صوبے کا درجہ ۱۹۷۰ میں ملا، میں ۱۹۷۰ کے بعد کے متعلق کہتا ہوں کہ پیپلز پارٹی کے دور میں بہتر نہیں کیوں، دو آرمی ایکشن بھی ہوئے یہ ان کے دور میں ہوئے اور یہی وجہ ہے کہ پیپلز پارٹی سے ہم نے کافی زخم کھائے ہیں گھائل ہوئے ہیں لیکن اس کے باوجود ہمارے

[Syed Faseih Iqbal]

وزیر اعلیٰ جو کہ نہایت بردبار، سنجیدہ اور بڑے balanced ہیں انہوں نے نہایت بردباری سے اس مسئلہ کو پرسوں میٹنگ میں discuss کیا۔ انہوں نے اس deadlock کے متعلق ابھی تک یہ سوچ رکھا ہے کہ یہ آئینی طور پر حل ہو سکتا ہے انہوں نے اپنا رویہ نہایت غیر جذباتی رکھا۔ اگر وہ یہ مسئلہ جذباتی انداز میں کہتے، جیسے کہ ہمارے دوسرے وزراء اکثر بیان دیتے رہتے ہیں تو اس سے کافی غلط فہمیاں ہمارے صوبہ میں پیدا ہو سکتی تھیں۔ لیکن بگٹی صاحب نے نہایت بردباری سے اس مسئلہ کو سنبھالا اور مجھے یہ بھی افسوس ہے کہ آج جو اخبار میں آیا کہ سیندک پراجیکٹ جو پیپلز پارٹی کے منشور میں ہے کہ یہ بلوچستان کا ایک اہم پراجیکٹ ہے جو قومی طور پر بھی مفید ہے اور بلوچستان کے لیے بھی مفید ہے لیکن جس طرح میٹنگ کے خاتمے کے بعد پرائم منسٹر صاحبہ نے ہمارے وزیر اعلیٰ کو بتایا، اس سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سیندک پراجیکٹ بھی گیا، یہ بھی ختم ہو گیا، انہوں نے (وزیر اعلیٰ) نے کہا کہ جب آپ بلوچستان کو مٹی دے رہی ہیں تو پھر سیندک بھی ختم ہو گیا تو اس کا مطلب ہے کہ اس قسم کی باتیں ایک ایسی باوقار شخصیت یعنی وزیر اعظم صاحبہ کی طرف ہونا، میرا خیال ہے کہ کسی کو بھی ان کی اُمید نہیں تھی اور بڑا افسوسناک مقام ہے جس کا بگٹی صاحب نے بھی کل پریس کو بریفنگ کے دوران اظہار کیا کہ سیندک کے پراجیکٹ کے سلسلے میں انہوں نے یہ کہا تھا کہ جہاں تک مرکز کے رویے کا تعلق ہے اس چھ ماہ کی حکومت کے عرصہ کے متعلق عرض ہے کہ یہ جمہوریت اور آئین کی پاسداری کا دعویٰ کرتے ہیں، یہ ہمیشہ یہ کہتے ہیں کہ ہم آئین کی پاسداری کریں گے یہ خدا کا شکر ہے کہ پہلی مرتبہ پاکستان میں ایسے مسائل ان کی حکومت میں سامنے آئے ہیں۔ اس لیے ہمیں بھی اب آئین کے تحت رہنا ہو گا اور یہ فیصلے جو ہیں ان کو ہم crisis کے طور پر نہیں دیکھ رہے ہیں ہم سمجھتے ہیں کہ اگر ان کے بارے میں آئینی راہ اختیار کی جائے تو ان مسائل کا حل ہونا یقینی ہے۔

جہاں تک کونسل آف کامن انٹرسٹس کا تعلق ہے اس سلسلے میں، تین ماہ ہوئے کہ ایک خط کے ذریعہ سے بھی وزیر اعظم کو اطلاع دی گئی تھی کہ اور اخباروں کے ذریعہ بھی انہوں نے مطالبہ کیا تھا کہ کونسل آف کامن انٹرسٹس کی میٹنگ بلائی جائے جس میں جتنے بھی صوبوں کے متعلقہ تصفیہ طلب معاملات ہیں ان کے فیصلے ہوں۔ میرے خیال میں جب آئین میں ایک چیز دی گئی ہے۔ تو اس میں کسی قسم کے crisis کا پیدا ہونا میری سمجھ میں نہیں آتا۔ صرف نیت کی بات ہے اگر حکومت پاکستان یعنی فیڈرل گورنمنٹ کی نیت اور اس کا attitude بلوچستان سے بہتر ہو تو یہ مسئلے حل ہو

سکتے ہیں ہم خود سمجھتے ہیں کہ ملک کے کیا حالات ہیں کیا constraints ہیں۔ لیکن جس طرح سے ابھی اخبارات میں آیا ہے کہ ۵۵۰ کروڑ روپے فیڈریشن نے اس سال اپنے خرچ کے لیے رکھے ہیں جب کہ بلوچستان پنجاب اور دیگر صوبوں کے لیے انہوں نے کوئی خاص فنڈ نہیں رکھا بلوچستان اتنا وسیع علاقہ ہے کہ وہاں اتنا پیسہ peanuts کے برابر ہے لیکن افسوس یہ ہے کہ پچھلے سال کے مقابلے میں ۲۷ سے ۲۲ تک کر دیا حالانکہ انفلیشن بھی ہوا ہے یہ مسئلہ نہایت افسوس ناک ہے اور ہمارے صوبے کی تجاویز کو بالکل نظر انداز کیا گیا، میرا خیال یہ تھا کہ بگٹی صاحب نے جس بہتر انداز سے اپنا کیس پیش کیا تھا وہ بہت اچھا ہے اس میں انہوں نے صرف مالی بجٹ کے سلسلے میں باتیں نہیں کیں، جس طرح سے پروفیسر خورشید صاحب نے بگٹی صاحب کا خط پڑھا تھا اس میں تین بڑی important چیزیں ہیں۔

Distribution of Development Funds between the Federation and the federating units; enhancement of allocations of some important projects of Baluchistan.

جس میں میرانی ڈیم، جس میں پٹ فیڈر کی widening شامل ہیں یہ پانی کا مسئلہ بلوچستان کے لیے موت و زیست کا مسئلہ ہے اور پچھلی ۱۹۷۳ کی فضل اکبر کمیٹی میں بلوچستان کو ساڑھے سات ہزار کیوسک جو پانی دیا جاتا تھا۔ وہ اب ہمیں ساڑھے چار ہزار مل رہا ہے اس لیے کہ ہماری کینال چھوٹی ہیں ۱۹۷۳ کو دیکھیے اور اب ۱۹۸۹ کو دیکھیے اس وقت سے لیکر اب تک کبھی بھی اس منصوبے کو مرکز نے priority basis پر نہیں رکھا اور جب اس کی منظوری کا وقت آیا ہے تو کہا گیا ہے کہ یہاں bargaining کا مسئلہ ہے، دوسرا انہوں نے کہا ہے کہ

Involvement of Baluchistan is necessary in economic development including Baluchistan's participation at all levels particularly at the decision level of Ministries and Federal Corporations.

افسوس یہ ہے کہ اس وقت ملک میں پچھتر کارپوریشنیں ہیں اور بلوچستان کا کوئی بھی شخص ان میں سے کسی کا سربراہ نہیں ہے جب ملازمت کی بات آتی ہے تو کہتے ہیں کہ بھائی ہم نے اتنے چپڑاسی رکھ لیے ہیں۔ ہمارے کہنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ اس وقت population basis پر ہمارا جو کوٹہ بنتا ہے ۵،۲ ، ہے اس کے تحت بھی ہمیں کسی وزارت اور ڈویژن میں نمائندگی نہیں مل رہی ہے اور اس ایوان میں کئی مرتبہ ایسا ہوا ہے کہ اس مسئلے پر ہماری حکومت کی طرف سے یہ تسلی بخش جوابات آئے ہیں

[Syed Faseih Iqbal]

کہ یہ معاملہ حکومت کے زیرِ غور ہے اور اس مسئلہ کو ترجیحی طور پر توجہ دے رہی ہے لیکن مجھے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ بگٹی صاحب نے پرائم منسٹر سے ایک appointment کے سلسلے میں سندک پراجیکٹ کے چیف ایگزیکٹو کی جگہ جو کہ ریٹائرڈ ہو چکے ہیں بات کی تھی وہ شخص یعقوب بزنجو صاحب ہیں۔ جس کا ذکر انہوں نے کل پریس بریفنگ میں کیا، وزیر اعظم سے جب اس سلسلے میں بات ہوئی تو انہوں نے کہا کہ ہم نے آرڈرز دے دیے ہیں لیکن آج افسوس کا مقام ہے کہ تین ماہ گزرنے کے باوجود یہ appointment نہیں ہو سکی نمبر ۲ ایم ڈی جو ہیں جن کا حق بنتا ہے اور وہ سینیئر آدمی ہیں اسی علاقے سے تعلق رکھتے ہیں اس کے، پراجیکٹ ڈائریکٹر ہیں۔ ان کو یہ عہدہ نہیں ملا۔ اور اس کی جگہ پھر اسلام آباد سے ایک شخص جا رہا ہے ہمیں افسوس ہوتا ہے کہ مارشل کی حکومت نے بھی بلوچستان کے لیے وہ کام نہیں کیے جو کرنے چاہئیں تھے۔ انہوں نے صرف ایک اچھا کام کیا کہ بلوچستان کو گیس مارشل لاء کے دور میں ملی لیکن ہم نے پھر بھی مارشل لاء کی کسی وقت بھی حوصلہ افزائی نہیں کی۔ لیکن جو اچھے کام مارشل لاء حکومت نے بلوچستان کے لیے کیے ہیں ان کا اظہار ہم نے اس ایوان میں کیا ہے، گیس، بلوچستان میں مارشل لاء کے دور میں آئی اور یہ حکومت گیس کے جتنے ذیلی دفاتر ہیں۔ وہ بلوچستان لے جائے ان کی حکومت کو چھ ماہ ہو گئے ہیں اور ہم نے مطالبہ کیا ہے کہ کم از کم پیرکوہ کا دفتر اسلام آباد سے اٹھا کر بلوچستان لے جائیں وزارت پیٹرولیم میں جتنے بھی ادارے ہیں اس کا کوئی ذیلی دفتر یا ہیڈ آفس بلوچستان میں نہیں ہے یہ زیادتی اس صوبے کے ساتھ ہے اس لیے اس قسم کے حساس معاملات کے بارے میں عوام کو یہ چیزیں بتانا بہت ضروری ہیں ورنہ لوگوں میں بڑی غلط فہمیاں پیدا ہوتی ہیں کل جیسے میں نے عرض کیا کہ ہمارے وزیر داخلہ صاحب نے فرمایا کہ یہ خط آفیشل سیکرٹ رہے ہے میں کہتا ہوں کہ یہ خط خود چیف منسٹر صاحب نے بانٹا اور کہا کہ آپ بتائیں اس میں کون سی ایسی چیز ہے جو سیکرٹ ہے آپ لوگ جو ایوان میں باتیں کرتے ہیں اگر ان کی تشہیر نہ ہو، تو لوگوں کو کس طرح پتہ چلے گا کہ اس ایوان میں عوام کی نمائندگی کی جاتی ہے۔

جہاں تک تعلق ہے مطالبات کا، بگٹی صاحب نے صرف وزیر اعظم کو ہی نہیں بتایا بلکہ کئی پریس کانفرنسوں میں ان کا ذکر کیا ہے اور ان کو دہرایا ہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ خط کسی بھی سیکرٹ ایکٹ کے تحت نہیں آتا ہے افسوس ہے کہ کئی مقامات پر اہم باتیں سارک کانفرنس کے موقع پر ہوئی ہیں وہ بازاروں میں آئی ہیں، ہوٹلوں میں ان پر بحث ہوئی ہے وہ سیکرٹ باتیں کس طرح حکومت سے باہر نکلی ہیں۔ راجیو اور وزیر اعظم کی ملاقات کا پتہ کیسے لوگوں کو چلا ہے۔

اب یہ بیانات آ رہے ہیں کہ ہم نیوکلیئر پلانٹ کے کچھ حصے بند کر دیں گے یہ بات کس طرح سے اخباروں میں چھپی ہے جہاں تک حکومت کا تعلق ہے ان کو پہلے اپنے وزرا اور مشیروں پر پابندی لگانی چاہیے لیکن ایسے امور جن کا تعلق عوام سے ہے اور یہ ان کا فرض ہے کہ ان کی اطلاع ان کو دے اور یہ وزیر اعلیٰ سے میں اس سے وزیر اعلیٰ کا جو کہ منتخب ہو کر آیا ہے فرض ہے کہ وہ اپنے عوام کو بتائے اور پاکستان کے عوام کو اعتماد میں لے ہماری یہ خوش قسمتی ہے کہ آج وزیر اعلیٰ بلوچستان نے پاکستان کے تمام صوبوں سے بہتر تعلقات رکھنے کے لیے بیش بہا اقدامات کیے ہیں خصوصاً پنجاب سے۔

جہاں تک جناب تعلق ہے ہمارے بجٹ کا، اس سلسلے میں عرض ہے کہ پچھلے سال پانی اور دیگر امور کے سلسلے میں نیشنل فنانس کمیشن نے میری اطلاع کے مطابق، مسلم لیگ کی حکومت نے کچھ اصول وضع کر دیے تھے جس سے پتہ چلتا ہے کہ سوئی گیس رائلٹی بلوچستان کو ملے گی الیکٹریفیکیشن میں صوبہ سرحد کو وارسک سے آمدنی ملے گی اور صوبہ سندھ کو تیل کی آمدنی ملے گی لیکن ہمیں افسوس سے کہنا پڑتا ہے کہ ایک سال گزرنے کے باوجود، پچھلی کیئرٹیکر حکومت اور اس حکومت نے چھ ماہ کا عرصہ گزرنے کے باوجود کچھ نہیں کیا، کیئرٹیکر حکومت اس کی مجاز نہیں تھی لیکن اس حکومت کا یہ فرض تھا کہ پچھلے فنانس کمیشن کے جو فیصلے ہیں یا تجاویز تھیں ان کو فوری طور پر کونسل آف کامن انٹرسٹس میں منظور کرتی تاکہ بلوچستان کو اپنے بجٹ کا حصہ ملتا۔

بلوچستان سے سوئی گیس کے سلسلے میں ۱۱۸ کروڑ روپے مرکزی محاصل میں جمع ہوتے ہیں ان پر بلوچستان کا حق تھا اور یہ ہمارا مطالبہ ۱۹۵۲ سے رہا ہے۔ ویسے تو یہ ہزاروں اب روپے ہوں گے لیکن ہم یہ کہتے ہیں کہ ۱۹۸۵ سے جب یہ فیصلہ کیا گیا تھا کہ یہ بلوچستان کا حق ہے یہ بلوچستان کو قرضے کے طور پر grant-in-aid کے طور پر دیا جاتا ہے۔

جناب والا! جہاں تک ہمارے لوگوں کو ملازمتیں فراہم کرنے کا تعلق ہے اس کے متعلق عرض ہے کہ واپڈا اتنا بڑا ادارہ ہے لیکن اس میں policy-making کے کسی شعبہ میں بھی بلوچستان کا ایک آدمی بھی تعینات نہیں ہے آج خدا کا شکر ہے کہ صرف بلوچستان ہی ایک ایسا صوبہ ہے جہاں امن و امان ہے اور یہ پر امن علاقہ ہے آپ رات کو بھی کسی جگہ سفر کر سکتے ہیں آپ آج سندھ کی حالت دیکھ لیجیے۔ میں سندھ کے حالات پر اعتراض نہیں کرنا چاہتا۔ لیکن چونکہ وہاں بلوچستان کی بڑی آبادی رہتی ہے اس لیے ہم بھی سندھ کے حالات سے concerned ہیں وہاں ایسے حالات نہیں ہونے چاہئیں، آپس میں قومی یکجہتی کی خاطر، ایک دوسرے کے ساتھ مل کر رہنا چاہیے۔ لیکن افسوس یہ

[Syed Faseih Iqbal]

ہے کہ وہاں بھی کچھ socio-economic problems ہیں لیکن جہاں تک بلوچستان کا تعلق ہے اس تمام گھورہ امن یعنی ابھی تک بلوچستان میں کسی major project کو شروع کرنے کے لیے کبھی مرکز نے توجہ نہیں دی۔ جہاں تک مرکز کے وزیروں کا تعلق ہے ان کا کوئٹہ آنا بھی موسم کے اعتبار سے ہوتا ہے اگر اچھا موسم اور پھلوں کا وقت ہوگا تو یہ وزراء وہاں دورہ کریں گے ورنہ یہ بتائیں کہ ایک سو کی اتنی بڑی تعداد میں سے کتنے وزراء بلوچستان کا دورہ کر کے آئے ہیں جہاں تک subjects کا تعلق ہے آپ دیکھیں کہ 1973 کے آئین کے بعد ہمارا یہ خیال تھا کہ اب صوبوں کو وہ اختیارات ملیں گے اور یہ آئین جس طرح ہمارے معزز دوست خورشید صاحب نے کہا ہے اتنا متفقہ آئین تھا۔ جس کا کریڈٹ بلاشبہ پیپلز پارٹی کی حکومت کو جاتا ہے اُس وقت کی حکومت کو، لیکن اس پر عمل کب کیا گیا ہے اُن کے دور میں تو یہ ہوا کہ ہمارے صوبے کو میونسپلٹی کا درجہ حاصل تھا آج تک تو Chief Executives سے وہاں حکومت چلائی جاتی تھی چیف سیکرٹری کے through لیکن یہ اس مسلم لیگ کا کارنامہ ہوا جنہوں نے مارشل لاء ہٹا کر جو حکومت قائم کی۔ اس میں کم از کم سارے اختیارات وزیر اعلیٰ کو ملے اور یہ میں ریکارڈ پر لانا چاہتا ہوں کہ پہلی مرتبہ ہم نے وزیر اعلیٰ کو اپنے اختیارات استعمال کرتے ہوئے مسلم لیگ کے دور میں دیکھا اور یہ خدا کا شکر ہے لیکن اب موجودہ منتخب حکومت کو نقصان پہنچانے کی کوشش کی گئی وہ تمام چیزیں آپ کے سامنے ہیں لیکن اس وقت مسئلہ ہے صوبوں اور مرکز کے اختلافات کا، یہ اختلافات اس طرح سے ہر جمہوری ملک میں ہوتے ہیں اس کے لیے جب آئین میں ایک کونسل آف کامن انٹرسٹس موجود رہے، تو میرا خیال ہے کہ اب حکومت کا بھی فرض بنتا ہے کہ اسکا اجلاس بجٹ کے اعلان سے قبل بلایا جائے تاکہ اس کا ثمرہ تمام پاکستان کے لوگوں کے لیے ہو اگر حکومت یہ محسوس کرتی ہے کہ اس کے لیے دوسرا راستہ اپنائیں Joint sitting کے سلسلے میں تو میں بھی اس کی حمایت کرتا ہوں اور میں یہ ضرور بتاؤں گا کہ بلوچستان کے سلسلہ میں کم از کم مرکز کا رویہ ہمیشہ معاندانہ رہا ہے ان کو سوچنا چاہیے وہ اپنا attitude change کریں۔ آج تک یہاں ایوان میں بلوچستان کے بارے میں جتنے بھی وعدے کیئے گئے ایک بھی پورا نہیں ہوا۔ اور جیسے میں نے ابھی آپ کو sandak کے متعلق بتایا تھا

بلوچستان کے سلسلے میں ہم ایک ایسی فہرست بنا رہے ہیں کہ کم از کم ہمارے تین ہزار انجینئرز اور ڈاکٹرز بے روزگار ہیں۔ پلیسمنٹ بیورو کے بعد، اگر پیپلز پارٹی کی حکومت ذاتی حکومت ہے اگر یہ ان کی حکومت ہے تو میں بات نہیں کرتا، اگر یہ پاکستان کی وزیر اعظم ہیں تو اُن کا فرض ہے کہ بلوچستان

کے لوگوں کا بھی خیال رکھیں۔ سندھ، پنجاب اور فرنٹیئر کے لوگوں کا بھی خیال رکھیں اور یہ کوئی جواز نہیں کہ ان کی پارٹی کے لوگ جنہوں نے قربانیاں دی ہیں ان کو ہی رکھا جائے یہ ایسا ہی پروپیگنڈہ ہے کہ ۱۰ ہزار نہیں ۶۰ ہزار آدمیوں کی جگہ بھی ہو گی تو پیپلز پارٹی کے لوگ اپنے لوگوں کو رکھیں گے اور اکثر وزراء نے اپنے نجی طور پر کہا ہے کہ جو لوگ سفارش کریں پہلے دیکھو کہ کسی مرکزی جماعت کا عہدیدار تو نہیں ہے لہٰذا میں اس سلسلے میں یہ ایوان میں بات لانا چاہتا ہوں کہ آخر ہمارے صوبے کا پرسان حال کون اور کہاں ہو گا آخر ہم اپنے صوبے کے مفادات کے نگران یہاں بیٹھے ہیں ہمارے صوبے کی ملازمتوں کا کیا ہو گا۔ ہمارے لوگوں کے مالیاتی فائدوں کا کیا ہو گا۔

جب ہم پوچھتے ہیں بنکوں کا تو کہا جاتا ہے کہ درخواستیں منگوائی گئی ہیں۔ بلوچستان کو کسی بھی صورت نہیں، کسی بھی جگہ پر، جہاں پالیسی decision کا معاملہ ہے وہاں نمائندگی نہیں دی گئی۔ لیکن جب بتایا جاتا ہے تو کہا جاتا ہے کہ نہیں صاحب یہ مرکزی حقوق کا مسئلہ ہے میرا خیال ہے فیڈریشن کہیں خلا میں نہیں ہے فیڈریشن صوبوں پر مشتمل ہے اور ان صوبوں نے رضاکارانہ طور پر یہ فیڈریشن بنائی ہے تاکہ ملک چلے پورے 1946 ء کے مسلم لیگ کے ریزولوشن کو change کیا گیا تھا، اس میں صوبوں کی وہ خود مختیاری ہے جو 1973 کے آئین میں گارنٹی شدہ ہے کہ میرا خیال ہے کہ جہاں concurrent subjects ہیں اس میں بھی مرکز نے مداخلت کی ہوئی ہے جیسے پیپلز پروگرام۔

میں بتانا چاہتا ہوں کہ ہماری صوبائی حکومت نے اسی قسم کا ایک پروگرام شروع کیا ہوا ہے جیسے آپ جانتے ہیں کہ ہمارا علاقہ قبائلی علاقہ ہے بہت distances ہیں سڑکیں نہیں ہیں means of communications کی تکلیف ہے اگر وہاں اس قسم کا دوسرا پروگرام ہوا تو clash ہونے کا اندیشہ ہے لہٰذا یہ وفاقی حکومت کے مفاد میں ہے کہ اس مسئلے کو روکے اور بغیر صوبائی حکومت کے مشورے کے اور ان کے تعاون کے یہ کام نہ کریں اس لیے کہ ہمارے صوبے میں وہ حالات نہیں ہیں جو پنجاب سندھ اور فرنٹیئر میں ہیں اور یہ بھی صوبائی خود مختاری کے مترادف نہیں ہے جب اسی قسم کا اسی نوعیت کا کام صوبہ شروع کر رہا ہے تو وہاں کے صوبائی افسر کس طرح ان کا ساتھ دے سکتے ہیں، یہی معلوم ہو گا کہ یہ پارٹی کا فنڈ ہے لہٰذا میں اس سلسلے میں درخواست کرتا ہوں کہ ایوان اس کا نوٹس لے۔ پیپلز پروگرام کو بھی صوبائی نوعیت سے منسلک کریں اور آپس میں dialogue کریں اور جو کچھ مثبت فیصلہ ہو اسکو نافذ کریں شکریہ۔

جناب چیئرمین : بشکریہ ڈاکٹر نور جہاں صاحبہ ۔

ڈاکٹر نور جہاں پانیزئی : جناب چیئرمین! جناب جو مورخہ 23 تاریخ کو N.E.C. کی میٹنگ میں تعطل پیدا ہوا ہے اس سے پہلے پاکستان کی تاریخ میں پہلے کبھی ایسا نہیں ہوا جیسے میرے معزز ساتھی ممبران نے فرمایا ہو نا یہ تمام باتیں باہمی مفاہمت سے حل ہو جایا کرتی تھیں لیکن اس دفعہ کچھ سمجھ نہیں آیا ہمیشہ یہ فیصلے تھوڑی بہت مخالفت کے باوجود بھی consensus سے ہو جایا کرتے تھے اور صوبے اور مرکز میں بڑے چھوٹے اختلافات کے باوجود بھی وہ کسی تصفیہ کی اسٹیج پر پہنچ جایا کرتے تھے لیکن اس دفعہ بدقسمتی سے یہ معاملہ خوش اسلوبی سے تو کیا ویسے ہی نہیں طے ہوا میرا خیال ہے کہ اس حکومت کے کارناموں میں ایک سیاہ باب کا اور اضافہ ہو چکا ہے ۔

جناب چیئرمین! NEC آرٹیکل 156(2) کے مطابق ایک purely advisory ہے اس میں وہ کیسے بغیر دو بڑے صوبوں کے area wise population wise بغیر consensus کے اپنا فیصلہ impose کر سکتے ہیں اس national crisis کو مدنظر رکھتے ہوئے یہ بڑا ضروری ہے کہ آپ کونسل آف کامن انٹرسٹس کو فوراً کال کریں اور یہ معاملہ حل کر دیا جائے مجھے سمجھ نہیں آتی کہ جو حکومت ہمیشہ جمہوریت کی ٹھیکیداری، رواداری، جمعداری پتہ نہیں کس کس چیز کے دعوے کرتے ہیں، وہ صوبوں کے مسئلے کو نہ سن سکے جب کہ یہ N.E.C. کی میٹنگ میں صوبوں کے ساتھ مارشل لاء کی حکومت میں consensus پیدا ہو سکتے ہیں تو یہ ٹھیکیداروں، رواداروں جمعداروں کے ساتھ کیسے نہیں ہو سکتے ہیں! مجھے یہ بڑے افسوس کے ساتھ کہنا پڑتا ہے کہ ہمارے بلوچستان کے چیف منسٹر نے کون سے مسئلے raise کیے انہوں نے وہی مسئلے اٹھائے ہیں جو میرے معزز ساتھی ممبر نصیح اقبال صاحب نے اٹھائے ہیں یہاں پر جتنے بھی فیڈرل ادارے ہیں۔ پی۔آئی۔اے واپڈا سب میں بلوچستان کے لیے کوئی جگہ نہیں رکھی۔ گنجائش ہی نہیں ہے آپ یہ دیکھیں گے کہ انہوں نے جو 12.8 ملین رکھا ہوا ہے اسکو consider کریں تو صرف 9 فیصد بلوچستان کو مل رہا ہے باقی 17 ملین جو ہیں اس میں 65 فیڈرل گورنمنٹ نے رکھے ہیں اور وہ اپنی مرضی سے خرچ کریں گے۔ کیا اسلام آباد میں رہنے والے ٹیکس ادا کرتے ہیں یا باقی صوبے ادا کر رہے ہیں اگر اس طرح کا معاملہ ہے تو آپ یہ دیکھیں کہ resources جو ہیں یہ اسلام آباد تو نہیں دے رہا یہ پورے پاکستان اور صوبوں سے حاصل ہو رہے ہیں اگر یہ صوبے کے مسئلوں کو consider نہ کریں۔۔۔

آپ یہ دیکھیں کہ بلوچستان کا میجر پراجیکٹ جو سیندک کا ہے بولان میڈیکل کالج ہے۔ نیشنل ہائی وے ہے۔ اور یہ بینی پاور پلانٹ ہے ان کے لیے مطلوبہ رقم دینے سے انہوں نے refuse کر دیا ہے اور پھر یہ کہتے ہیں کہ صوبوں کے ساتھ ہمارا اتفاق سے معاملہ طے ہوا ہے میں یہ درخواست کرنا چاہتی ہوں کہ اگر حکومت کا یہی رویہ رہا جو مجھے لگتا ہے کہ انشاءاللہ رہے گا اور ٹھیک ہونے کی گنجائش ہے نہیں۔ ان کے لیے نقصان دہ ہے اس میں اگر وہ one way اپنے فیصلے impose کرتے رہے تو انہیں کہیں کہ راستہ اور بھی ہے کونسل آف کامن انٹرسٹس کو بلا کر اس میں مسئلہ حل کریں ورنہ یہ معاملہ تو مشترکہ اجلاس میں بھی اٹھایا جا سکتا ہے یہ کبھی نہیں ہو سکتا کہ ان کے ساتھ جو بے انصافی کی گئی ہے اس پہ چپ رہیں گے اور جو بھی فیصلے وہ سر پہ impose کریں گے انہیں تسلیم کر لیں گے اس لیے میری اس حکومت سے درخواست ہے کہ جن ناانصافیوں کی پہلی بسم اللہ انہوں نے شروع کر دی ہیں یہ جو بگٹی صاحب نے مسئلے اٹھائے ہوئے ہیں اس سے پہلے Annual Development Plan جو معاملہ ہے کوآرڈی نیشن کمیٹی میں بھی اٹھائے گئے ہیں وہاں کے فیصلے کے مطابق ۔ ۱۹۸۷-۸۸ء میں لائے گئے مگر مجھے پتہ چلا ہے کہ یہاں پر صوبوں کے مسئلے سننے کے باوجود ایک پلان already جو ان کا بنایا ہوا ہے انہوں نے "وزیر اعظم" جعفری صاحب سے کہا کہ آپ اس کو read کریں کہ ہمارے orders کیا ہیں بس جو decide ہوا ہے اس کے مطابق کام کریں یہ طریقہ جمہوریت کے ٹھیکیداروں کا نہیں ہونا چاہیے اگر یہی فیصلہ کرنا ہے تو اس کے نتائج پر غور کر لیں اس سے پہلے بھی ان کی حکومت گزر چکی ہے اور انشاءاللہ مجھے امید ہے کہ کونسل آف کامن انٹرسٹس کا اجلاس بلایا جائے گا۔ شکریہ۔

Mr. Chairman: Mr. Muhammad Ali Khan.

Mr. Muhammad Ali Khan: Mr. Chairman, Sir, we were very unfortunate that the meeting of the National Economic Council held the other day led to a very serious deadlock between the provincial and federal positions on very vital issues of economic significance. Sir, as far as I know it was probably for the first time that such a deadlock occurred in the entire history of the National Economic Council causing un-necessarily a political crisis in the country and that too at such a time when we are being made the target of Scud Missiles from Afghanistan. Sir, as you all know that the National Economic Council is absolutely an advisory body under Article 156(2) of the Constitution and all previous decisions taken were absolutely unanimous

[Mr. Muhammad Ali Khan]

and I know it for a fact because I have been a member of this National Economic Council for five years. Sir, the first meeting of this National Economic Council held since the new government took office when all the four Chief Ministers of the Provinces were present ended in a deadlock because of the non-cooperative and I should say rather harsh attitude of some of the Federal Ministers. In this connection I can only pray that may *Allah* Almighty give them strength to conduct their affairs under the old saying of, 'live and let live'.

Sir, the two Chief Ministers went to attend this conference not to beg. They went there to attend this conference in order to raise certain issues regarding their provinces and demand their legitimate rights and during that Council meeting they assured the Prime Minister about their constructive role in an atmosphere of harmony and amity. Sir, the two Provincial Governments raised objections to the reduction of resources to their provinces proposed in the next year's development budget and they argued and I am definite they were very right in arguing that if we take the so-called official inflation of eleven percent and at the same time over three percent of the population growth rate then actually this comes to fourteen percent less than the previous years allotment. In this connection Sir, I would like to bring it to the notice of the Members of this august House that about two months back or rather a month back the Prime Minister of the country herself stated that the inflation rate of the country is eighteen percent even that no one is prepared to believe because we all feel that it is about twenty percent annually while the Centre Sir, proposed to retain in their development budget at least 5.6 billion rupees, not a single penny was proposed for the provinces and I understand that a new palace is being constructed for the Prime Minister out of this fund as well as many mini palaces for a horde of Ministers and Advisors and this, that and the other. And at the same time a huge amount is being kept in reserve for primary education out of this amount. In fact that is also a provincial subject and not a federal subject. Sir, there third objection was against that so-called talk of the town the most disputed programme in the history of Pakistan a very unfortunately and very inappropriately dubbed as Peoples Programme from which all the Members of the opposition have been completely kept out. Probably it may be that the rulers think that the word "people", does not fit those human beings who happened to be in the opposition. Sir, similarly the two provinces have also been completely kept out because the PPP is not in power in those two provinces. So, I think this probably is the new shape of provincial autonomy.

Sir, after having been told to do whatever they please to complain and to cry at their loudest while the Government was not going to budge an inch and the PPP was determined to go ahead with this programme. The two Chief Ministers had just no alternative but to write letters to the Prime Minister to call a meeting of the Council of Common Interests under Article 154 in order to find a solution to the present deadlock within the framework of the Constitution. Sir, even at that juncture, I am sorry to say, the Federal Government did not hesitate to tarnish the image of both the Chief Ministers by giving wrong press statement in the press, on the radio and the television that all the decisions taken in that meeting of the Economic Council were unanimous. Despite the fact that they had given a note of dissent and had written letters to the Prime Minister in this connection. Sir, we demand that the Federal Government should call an urgent meeting of the Council of Common Interests to resolve this crisis before the Federal Budget and the annual development plans are announced failing which the Senate request the President of Pakistan to summon a Joint Sitting of the *Majlis-e-Shoora* (Parliament) to consider issuance of directions as contemplated by clause (4) and (5) of Article 154 of the Constitution. I feel that this is the only way to find a solution for such a deadlock and I personally feel that if we do this, definitely we will be able to pave a way for the future and no such thing could happen. I thank you, Sir.

Mr. Chairman: Thank you. All others who want to speak on this may kindly give their names to the Secretariat.

(Interruptions)

جناب چیئرمین : آج تو وقت نہیں، پونے دو ہو گئے ہیں مجھے معلوم ہے، بہت سارے حضرات بولنا چاہتے ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد : اخونزادہ صاحب تو signatories میں سے ہیں۔

جناب چیئرمین : آپ بھی mover ہیں۔

پروفیسر خورشید احمد : جی ہاں۔

جناب چیئرمین : بات یہ ہے کہ آپ mover ہیں آپ کی باری ابھی موجود ہے طرف سوال یہ ہے کہ پونے دو بج چکے ہیں

I wanted to adjourn the House. I just wanted to get an idea

[Mr. Chairman]

کہ کتنے لوگ بولنا چاہتے ہیں۔

So, if you will just kindly press your request buttons, I wil get an idea.

یہ ریکوسٹ بٹن ذرا پریس کر دیں۔

(*Pause*)

Mr. Chairman: There are several people who want to speak.

تو میرا خیال ہے بہرہ ور سعید صاحب اگر آپ مناسب سمجھیں تو آپ mover ہیں لیکن آپ بھی تقریر میرے خیال میں اتوار کو کر لیں؟ پرسوں میرے خیال میں چھٹی کا دن رکھا ہوا ہے

Most of the people would like to have an off day.

we will have it on Sunday. تو میرا خیال ہے۔

Mr. Aitzaz Ahsan: Mr. Chairman, I wanted to make some statement.

Mr. Chairman: Before the mover nobody can be allowed.

آج مشکل رہا ہے۔ محرکین پورے کر لیں پھر

We will have a discussion.

Mr. Aitzaz Ahsan: O.K.

Mr. Chairman: So I think the House would be adjourned to meet again on Sunday which is the 28th of May, 1989 at 5.30 p.m. Aitzaz Sahib, 5.30 p.m. is right ?

Mr. Aitzaz Ahsan: 5.30 p.m. is alright.

Mr. Chairman: So 5.30 p.m. is alright.

کیونکہ چھٹی کے بعد لوگ آئیں گے نا تو جلدی پہنچنا مشکل ہو جاتا ہے۔

جناب اعتزاز احسن : ہاں اسی روز واپس آتے ہیں۔۔

جناب چیئرمین : ایوان کا اجلاس اتوار کو ساڑھے ۵ بجے تک ملتوی کیا جاتا ہے

[The House adjourned to meet again at five thirty of the clock in the evening on Sunday the May 28, 1989]